بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم
وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ
بدر
قادیان
The Weekly BADR Qadian

جلد 46
ایڈیٹر
منیر احمد خادم
نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
منصور احمد
Postal Registration No:p/GDP-23

شمارہ نمبر: 43
شرح چندہ
سالانہ 150 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پونڈ یا 40 ڈالر امریکن۔ بذریعہ
بحری ڈاک 10 پونڈ
یا 20 ڈالر امریکن

20 جمادی الثانی 1418 ہجری 23 / اخاء 1376 ہش 23 / اکتوبر 1997ء

اخبار احمدیہ

لندن ۷ ار اکتوبر (ایم ٹی اے انٹرنیشنل) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بخیر وعافیت ہیں۔ الحمدللہ۔

آج حضور انور نے مسجد فضل میں خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے احباب جماعت کو خاص طور پر نمازوں کی پابندی کی طرف توجہ دلائی اور نمازوں کو باقاعدگی سے قائم رکھنے اور ان میں لذت حاصل کرنے کیلئے بیش قیمت اصول بیان فرمائے۔ پیارے آقا کی صحت و تندرستی درازی عمر مقاصد عالیہ میں فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کیلئے احباب دعائیں کرتے رہیں خدا اللہ تعالیٰ پیارے آقا کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور ہر آن تائید ونصرت فرمائے۔ آمین۔

حقیقی اور روحانی فیض رسان زندگی وہ ہے جو خدا تعالیٰ کی زندگی کے مشابہ ہو کر نور اور یقین کے کرشمے نازل کرتی ہو

ایک وہ زمانہ تھا کہ انجیل کے واعظ بازاروں اور گلیوں اور کوچوں میں نہایت دریدہ دہانی سے اور سراسر افترا سے ہمارے سیّد و مولیٰ خاتم الانبیاء اور افضل الرسل والاصفیاء اور سید المعصومین والاتقیاء حضرت محبوبِ جناب احدیت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ قابلِ شرم جھوٹ بولا کرتے تھے کہ گویا آنجناب سے کوئی پیشگوئی یا معجزہ ظہور میں نہیں آیا۔ اور اب یہ زمانہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے علاوہ ان ہزارہا معجزات کے جو ہمارے سرور و مولیٰ شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن شریف اور احادیث میں اس کثرت سے مذکور ہیں جو اعلیٰ درجہ کے تواتر پر ہیں۔ تازہ بتازہ صدہا نشان ایسے ظاہر فرمائے ہیں کہ کسی مخالف اور منکر کو ان کے مقابلہ کی طاقت نہیں۔ ہم نہایت نرمی اور انکسار سے ہر ایک عیسائی صاحب اور دوسرے مخالفوں کو کہتے رہے ہیں اور اب بھی کہتے ہیں کہ در حقیقت یہ بات سچ ہے کہ ہر ایک مذہب جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو کر اپنی سچائی پر قائم ہوتا ہے اس کیلئے ضرور ہے کہ اس میں ایسے انسان پیدا ہوتے رہیں کہ جو اپنے پیشوا اور ہادی اور رسول کے نائب ہو کر یہ ثابت کریں کہ وہ نبی اپنی روحانی برکات کے لحاظ سے زندہ ہے فوت نہیں ہوا کیونکہ ضرور ہے کہ وہ نبی جس کی پیروی کی جائے جس کو شفیع اور منجی سمجھا جائے وہ اپنے روحانی برکات کے لحاظ سے ہمیشہ زندہ ہو اور عزّت اور رفعت اور جلال کے آسمان پر اپنے چمکتے ہوئے چہرہ کے ساتھ ابدی طور پر مقیم ہو اور خدائے ازلی ابدی حیّی قیوم ذوالاقتدار کے دائیں طرف بیٹھنا اس کا ایسے پُر زور الٰہی نوروں سے ثابت ہو کہ اس سے کامل محبت رکھنا اور اس کی کامل پیروی کرنا لازمی طور پر اس نتیجہ کو پیدا کرتا ہو کہ پیروی کرنے والا روح القدس اور آسمانی برکات کا انعام پائے اور اپنے پیارے نبی کے نوروں سے نور حاصل کر کے اپنے زمانہ کی تاریکی کو دور کرے اور مستعد لوگوں کو خدا کی ہستی پر وہ پختہ اور کامل اور درخشاں اور تابان یقین بخشے جس سے گناہ کی تمام خواہشیں اور سفلی زندگی کے تمام جذبات جل جاتے ہیں۔ یہی ثبوت اس بات کا ہے کہ وہ نبی زندہ اور آسمان پر ہے۔ سو ہم اپنے خدائے پاک ذوالجلال کا کیا شکر کریں کہ اس نے اپنے پیارے نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور پیروی کی توفیق دیکر اور پھر اس محبت اور پیروی کے روحانی فیضوں سے جو سچی تقویٰ اور سچے آسمانی نشان ہیں کامل حصہ عطا فرما کر ہم پر ثابت کر دیا کہ وہ ہمارا پیارا برگزیدہ نبی فوت نہیں ہوا بلکہ وہ بلند تر آسمان پر اپنے ملیک مقتدر کے دائیں طرف بزرگی اور جلال کے تخت پر بیٹھا ہے اللهم صل علیه و بارک وسلم۔ ان الله وملئکته یصلون علی النبی یا ایها الذین امنوا صلوا علیه وسلموا تسلیما۔ اب ہمیں کوئی جواب دے کہ روئے زمین پر یہ زندگی کس نبی کیلئے بجز ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ثابت ہے؟ کیا حضرت موسیٰ کیلئے؟ ہرگز نہیں۔ کیا حضرت داؤد کیلئے؟ ہرگز نہیں کیا حضرت مسیح علیہ السلام کیلئے ہرگز نہیں۔ کیا راجہ رام چندر یا راجہ کرشن کیلئے ہرگز نہیں۔ کیا وید کے ان رشیوں کے لئے جن کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ ان کے دلوں پر وید کا پرکاش ہوا تھا؟ ہرگز نہیں۔ جسمانی زندگی کا ذکر بے سود ہے اور حقیقی اور روحانی فیض رسان زندگی وہ ہے جو خدا تعالیٰ کی زندگی کے مشابہ ہو کر نور اور یقین کے کرشمے نازل کرتی ہو۔ ورنہ جسمانی وجود کے ساتھ ایک لمبی عمر پانا اگر فرض بھی کر لیں اور فرض کے طور پر مان بھی لیں کہ ایسی عمر کسی کو دی گئی ہے تو کچھ بھی جائے فخر نہیں۔ مصر کی بعض پورانی عمارتیں ہزارہا برس سے چلی آتی ہیں اور بابل کے کھنڈرات اب تک موجود ہیں جن میں اُلو بولتے ہیں اور اس ملک میں اجودھیا اور بندرابن بھی پُرانے زمانہ کی آبادیاں ہیں۔ اور اٹلی اور یونان میں بھی ایسی قدیم عمارتیں پائی جاتی ہیں تو کیا اس جسمانی طور پر لمبی عمر پانے سے یہ تمام چیزیں اس جلال اور بزرگی سے حصہ لے سکتی ہیں جو روحانی زندگی کی وجہ سے خدا کے مقدس لوگوں کو حاصل ہوتی ہے۔

اب اس بات کا فیصلہ ہو گیا ہے کہ اس روحانی زندگی کا ثبوت صرف ہمارے نبی علیہ السلام کی ذات بابرکات میں پایا جاتا ہے۔ خدا کی ہزاروں رحمتیں اس کے شامل حال رہیں۔ افسوس کہ عیسائیوں کو کبھی بھی یہ خیال نہیں آیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روحانی زندگی ثابت کریں اور صرف اُس لمبی عمر پر خوش نہ ہوں جس میں اینٹ اور پتھر بھی شریک ہو سکتے ہیں۔ بے سود ہے وہ زندگی جو نفع رسان نہیں۔ اور لاحاصل ہے وہ بقا جس میں فیض نہیں۔ دنیا میں صرف دو زندگیاں قابلِ تعریف ہیں۔ (۱) ایک وہ زندگی جو خود خدائے حیی قیوم مبدء فیض کی زندگی ہے۔ (۲) دوسری وہ زندگی جو فیض بخش اور خدا نما ہو۔ سو آؤ ہم دکھاتے ہیں کہ وہ زندگی صرف ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہے جس پر ہر ایک زمانہ میں آسمان گواہی دیتا رہا ہے اور اب بھی دیتا ہے۔ (تریاق القلوب ایڈیشن سوم صفحہ ۹ تا ۱۱)

جلسہ سالانہ قادیان ۹۷ء

سیدنا امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۱۰۶ ویں جلسہ سالانہ قادیان کے انعقاد کیلئے ۱۸۔۱۹۔۲۰ (جمعرات۔ جمعہ۔ ہفتہ) فتح ۱۳۷۶ ہش (دسمبر ۱۹۹۷ء) کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ ابھی سے اس بابرکت جلسہ میں شمولیت کیلئے تیاری شروع کر دیں۔ اور اس جلسہ کی کامیابی کیلئے دعا کرتے رہیں۔

مجلس مشاورت

:- اسی طرح جماعت ہائے احمدیہ بھارت کی نویں مجلس مشاورت کیلئے سیدنا حضور انور نے ۲۱ر دسمبر ۹۷ء (بروز اتوار) کی تاریخ کی منظوری عطا فرمادی ہے امراء کرام صدر صاحبان سے گزارش ہے کہ شوریٰ کیلئے تجاویز اور نمائندگان کی اطلاع ۳۰ر اکتوبر ۹۷ء تک سیکرٹری شوریٰ کو بھجوادیں۔

(ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

آزادی ہند اور جماعت احمدیہ

(۱۳)

گزشتہ گفتگو میں ہم حضرت امام جماعت احمدیہ مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۲/ جنوری ۱۹۴۵ء کے حوالے سے بتا چکے ہیں کہ حضور اقدس نے اپنے اس خطبہ جمعہ میں انگلستان اور ہندوستان کو صلح کی تلقین فرمائی اور پھر کامن ویلتھ کانفرنس میں آزادی ہند کے حق میں حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کو موثر آواز بلند کرنے اور قابل عمل تجاویز پیش کرنے کی توفیق ملی۔ گزشتہ گفتگو میں ہم یہ بھی عرض کر آئے ہیں کہ کس طرح جماعت کے مبلغین ہندوستان وانگلستان میں آزادی ہند کی کوششوں میں مصروف ہو گئے اور کس طرح جماعت کے اخبارات اس کام کیلئے وقف کر دیے گئے تھے۔

آج کی گفتگو میں ہم بتاتے ہیں کہ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کی تجویز کی روشنی میں جب ۱۴/ جون ۱۹۴۵ء کو لارڈ ویول نے ہندوستان کی آزادی کیلئے برٹش حکومت سے صلاح مشورہ کر کے اپنی ایک سکیم کا اعلان کیا تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے قادیان کی مسجد اقصیٰ سے ۲۲/ جون ۱۹۴۵ء کو ایک اور خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ جو روزنامہ الفضل قادیان کی ۲۳/ جون کی اشاعت میں چھپا۔ اس میں آپ نے اپنے خطبہ جمعہ ۱۲/ جنوری ۱۹۴۵ء کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

"قریباً ساڑھے پانچ ماہ کا عرصہ ہوا کہ اس مقام پر (یعنی مسجد اقصیٰ قادیان) میں نے ایک خطبہ پڑھا تھا جس میں انگلستان اور ہندوستان کو میں نے اس امر کی طرف توجہ دلائی تھی کہ انہیں آپس میں صلح کرنے کی کوشش کرنی چاہئے کیونکہ خدائی تقدیر میں بعض ایسے حادثات مقدر ہیں جن کا علم اس نے متعدد بار مجھ کو دیا ہے جو آئندہ نہایت ہی خطرناک فتنے پیدا کرنے کا موجب ہونے والے ہیں اور نہ صرف خدا تعالیٰ نے مجھے ان حادثات کا علم دیا ہے بلکہ ان کے متعلق بعض تفاصیل بھی اس نے مجھے بتائی ہیں وہ خطبہ گو الہام کی بناء پر نہیں تھا لیکن مختلف الہاموں اور کشوف اور رؤیا کے نتیجہ میں تھا"۔

حضور نے فرمایا کہ آپ نے ۱۲/ جنوری ۱۹۴۵ء کا خطبہ اس وقت ارشاد فرمایا تھا جب کہ وائسرائے ہند لارڈ ویول آزادی ہند کے سخت مخالف تھے ایسے مخالف اور مایوس کن ماحول میں ایک بار پھر حضور نے انہی ارشاد کے مطابق آزادی ہند کی مبارک آواز بلند کی اور پھر خدا نے لارڈ ویول کے دل میں ہندوستان کی آزادی کی تحریک پیدا کی اور وہ از خود اپنی سکیم لیکر انگلستان گئے انگلستان کو آگاہ کیا کہ اب وقت آگیا ہے کہ ہندوستان کو آزاد کر دیا جائے اور اس وقت کے اخبارات نے یہاں تک لکھا کہ اگر لارڈ ویول کی بات نہ مانی گئی تو وہ استعفیٰ دینے کیلئے تیار ہو جائیں گے۔

حالانکہ یہی لارڈ ویول کرپس مشن کے دنوں میں ہندوستان کی آزادی کے سخت خلاف تھے۔ لیکن خدا کی تقدیر نے اسے امام وقت کی آواز پر چلنے کیلئے مجبور کر دیا۔ دوسری طرف انہی دنوں لیبر پارٹی نے نئے چناؤ کا اعلان کر دیا اور اپنے چناؤ اعلان میں ہندوستان کی آزادی کے مسئلہ کی خاص طور پر تائید کی۔ وزیر اعظم انگلستان مسٹر چرچل کو انگلستان میں چناؤ کرانے پڑے اور نتیجہ کے طور پر لارڈ اٹلی وزیر اعظم بنے۔ پس یہ خدا کی تقدیر تھی جو امام وقت کے منہ سے نکلی ہوئی آواز کی پیروی کرنے کیلئے انگلستان کے لیڈروں کو مجبور کر رہی تھی۔

یہ بھی عجیب بات ہے کہ حضور اقدس نے ۱۲/ جنوری ۱۹۴۵ء کے خطبہ میں جو الفاظ ارشاد فرمائے بالکل انہی الفاظ سے ملتے جلتے مفہوم کی ادائیگی لارڈ ویول نے انگلستان کی پارلیمنٹ میں کی انہوں نے لکھا کہ۔

"انگلستان ہندوستان کی طرف اپنی صلح کا ہاتھ بڑھاتا ہے کیونکہ آئندہ سخت خطرات پیش آنے والے ہیں"۔

حضور انور نے اپنے ۱۲/ جنوری کے خطبہ کے شروع میں فرمایا تھا۔

"آئندہ آنے والے دن دنیا کے لئے نہایت ہی نازک اور سخت معلوم ہوتے ہیں۔ انگلستان کو نصیحت کرتا ہوں کہ اے انگلستان تیرا فائدہ ہندوستان سے صلح کرنے میں ہے۔
(خطبہ جمعہ ۱۲/ جنوری ۱۹۴۵ء)

پس یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ حضرت امام جماعت احمدیہ کے ۱۲/ جنوری ۱۹۴۵ء کے خطبہ جمعہ کے بعد انگلستان میں اس قدر معجزانہ طور پر حالات بدلنے لگے کہ برٹش حکام از خود آزادی ہند کی طرف سفر شروع کرنے لگے۔ لیکن بدقسمتی یہ تھی کہ خود ہندوستانی لیڈر حصول آزادی کیلئے ایک پلیٹ فارم پر اکٹھے نہیں ہوتے تھے چنانچہ حضور انور رضی اللہ عنہ نے اپنے ۲۲/ جون کے خطبہ جمعہ میں ہندوستانی سیاسی لیڈروں کو ایک بار پھر متحد ہونے کی نصیحت فرمائی حضور نے ویول سکیم کو قبول کر لینے کی نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔

"یہ وہ پیشکش ہے جو اس وقت ہندوستان کے سامنے ہے اور چونکہ یہ غیر معمولی آسمانی سامانوں کے ساتھ پیش ہوئی ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ خدائی پیشکش ہے اور ہندوستان کی نہایت ہی بدقسمتی ہوگی کہ اگر اس نے اس پیشکش کو رد کر دیا"۔

آپ نے سیاسی لیڈروں کو سمجھاتے ہوئے فرمایا۔

"میں تو سمجھ ہی نہیں سکتا کہ ہندوستانی لیڈر باوجود اس کے کہ ان میں بعض بڑے بڑے سمجھدار اور بڑے بڑے عقلمند ہیں کس طرح اس بات کو نظر انداز کر رہے ہیں کہ انگریزوں کے ہاتھ سو فیصدی اختیارات کے ہوتے ہوئے اگر وہ آزادی کی اُمید رکھتے ہیں تو نوے فیصدی اختیارات اگر ان کے ہاتھ میں آجائیں تو کیوں وہ آزادی کی اُمید نہیں کر سکتے"۔

جہاں ایک طرف حضور انور نے سیاسی لیڈروں کو لارڈ ویول کی سکیم کو مان لینے کی طرف توجہ دلائی تو دوسری طرف آپ سیاسی لیڈروں کی آپسی نااتفاقی سے بھی سخت پریشان تھے آپ نے اس خطبہ میں سیاسی لیڈروں کو یوں نصیحت فرمائی۔

"دیکھو سچی محبت میں انسان اپنی چیز بچانے کیلئے ہر قسم کی قربانی کرنے کیلئے تیار ہو جاتا ہے یہاں چالیس کروڑ انسان غلامی میں مبتلا ہے۔ چالیس کروڑ انسان کی ذہنیت نہایت خطرناک حالت میں بدل چکی ہے نسلاً بعد نسل وہ ذلت اور رسوائی کے گڑھے میں گرتے چلے جا رہے ہیں۔ وہ انگریز جس نے ہندوستان پر قبضہ کیا ہوا ہے وہ ہندوستان کو آزادی دینے کا اعلان کر رہا ہے لیکن سیاسی لیڈر آپس میں لڑ رہے ہیں کہ تمہارے اتنے ممبر ہونے چاہئیں اور ہمارے اتنے اگر ہندوستان کی سچی محبت ان کے دلوں میں ہوتی تو میں سمجھتا ہوں اُن میں سے ہر شخص کہتا کہ کسی طرح ہندوستان آزاد ہو جائے کسی طرح چالیس کروڑ انسان غلامی کے گڑھے سے نکل آئے"۔

اس خطبہ جمعہ میں حضور انور نے مولانا ابوالکلام آزاد کے متعلق اپنی ایک خواب یوں بیان فرمائی کہ آپ نے دیکھا کہ قریب کے عرصہ میں مولانا ابوالکلام آزاد کی ذات کے متعلق ایک عظیم الشان واقعہ ہونے والا ہے۔

حضور اقدس کی یہ خواب اس طرح پوری ہوئی کہ لارڈ ویول سکیم پر غور کرنے کیلئے ہندوستان کے سیاسی لیڈر شملہ میں اکٹھے ہوئے لارڈ ویول نے جن سیاسی لیڈروں کو دعوت نامے بھیجے ان میں مولانا ابوالکلام آزاد کا نام نہیں تھا بلکہ کانگریس کے لیڈر کے طور پر مہاتما گاندھی جی کو شامل کیا گیا تھا لیکن چونکہ ان دنوں کانگریس کے صدر مولانا ابوالکلام آزاد تھے گاندھی جی نے بحیثیت صدر کانگریس شامل ہونے سے انکار کرتے ہوئے مولانا آزاد کو شامل کرنے کا ارشاد فرمایا اور اپنے متعلق فرمایا کہ وہ ایک غیر جانبدار شخص کی حیثیت سے شامل ہو سکتے ہیں اس طرح مولانا ابوالکلام آزاد کو کانگریس کے لیڈر کی حیثیت سے شامل کرنا پڑا اور حضرت امام جماعت احمدیہ خلیفۃ المسیح الثانی کی یہ خواب کہ مولانا ابوالکلام آزاد کی ذات سے متعلق ایک عظیم الشان واقعہ رونما ہونے والا ہے حرف بحرف نہایت شان سے پوری ہوئی۔

اور لارڈ ویول سکیم پر غور کرنے کیلئے سیاسی لیڈر شملہ میں اکٹھے ہوئے ان تمام لیڈروں کو اس وقت حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا خطبہ جمعہ ۲۲/ جون ۱۹۴۵ء انگریزی میں ترجمہ کر کے پہنچایا گیا۔ چنانچہ اس تعلق میں اخبار الفضل ۲۷/ جون ۱۹۴۵ء میں ایک خبر یوں شائع ہوئی۔

"شملہ ۲۶/ جون شیخ رحمت اللہ صاحب شاکر بذریعہ تار اطلاع دیتے ہیں کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطبہ جمعہ جو حضور نے ۲۲/ جون کو ارشاد فرمایا اور ۲۳ جون کے الفضل میں شائع ہوا ہے میں نے خود کانفرنس شروع ہونے سے قبل مولانا ابوالکلام آزاد۔ مسٹر جناح۔ گاندھی جی۔ پنڈت گوبند بلبھ پنت۔ بی جی کھیر۔ سری کرشن سنہا۔ مسٹر روی شنکر شکلا۔ ڈاکٹر خان صاحب مسٹر حسین امام وغیرہ کی خدمت میں پہنچا دیا۔ تمام لیڈروں نے خوشی سے اس کا مطالعہ کیا۔ اس خطبہ کا انگریزی ترجمہ بھی بہت سے لیڈروں میں تقسیم کیا گیا۔" (روزنامہ الفضل قادیان ۲۷/ جون ۱۹۴۵ء صفحہ ۲)

قابل احترام مولانا ابوالکلام آزاد کی خدمت میں جب حضور انور کا خطبہ پیش کیا گیا تو آپ نے نہ صرف اس کا بغور مطالعہ فرمایا بلکہ حضور انور سے ملنے کی خواہش کا بھی اظہار فرمایا۔ چنانچہ اخبار الفضل رقمطراز ہے۔

"شملہ ۲۷/ جون شیخ رحمت اللہ صاحب شاکر نمائندہ الفضل بذریعہ تار اطلاع دیتے ہیں کہ میں نے مولانا ابوالکلام آزاد سے ملاقات کی دوران ملاقات انہوں نے فرمایا کہ میں نے خطبہ بغور پڑھ لیا ہے آپ حضرت امام جماعت احمدیہ کی خدمت میں میرا السلام علیکم اور دلی شکریہ کے جذبات پہنچا دیں۔

دوران گفتگو مولانا موصوف نے فرمایا عرصہ ہوا کہ میں نے حضرت امام جماعت احمدیہ سے ملاقات کی تھی اور دوبارہ ملاقات کرنے کی بڑی خواہش ہے نمائندہ الفضل نے لکھا ہے کہ میں نے مسٹر بی جی کھیر آف بمبئی سے بھی ملاقات کی اور ایڈیٹر صاحب نیشنل ہیرلڈ اور ایڈیٹر صاحب اخبار ہندو مدراس اے ایس آہنگر۔ میاں افتخار الدین صاحب۔

(باقی صفحہ ۱۱ کالم نمبر ۱ پر ملاحظہ فرمائیں)

خطبہ جمعہ

نئے آنے والوں کو ذاتی طور پر اللہ کے تعلق سے باندھنا شروع کریں

جو قومیں آپ میں داخل ہو رہی ہیں ساتھ ساتھ ان کو فیض پہنچانا بھی ضروری ہے

اس سال اور اس صدی کے اختتام کے حوالہ سے عالمی توحید کے قیام اور خدمت بنی نوع انسان کے سلسلہ میں دور رس اثرات و نتائج کی حامل نہایت اہم زریں ہدایات

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ ۳۰؍ مئی ۱۹۹۷ء بمطابق ۳۰؍ ہجرت ۱۳۷۶ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين انعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

گزشتہ ایک خطبے میں میں نے نفس مطمئنہ کا مضمون شروع کیا تھا اور سفر کے دوران چونکہ اور بھی بہت سی باتیں در پیش رہیں اس لئے وقتی طور پر اسے منقطع کرنا پڑا تھا تو خیال تھا کہ واپس لندن پہنچ کر پھر میں از سر نو اس مضمون کو اٹھاؤں گا لیکن کچھ اور بہت سی ایسی باتیں اس سال کے لئے جمع ہو چکی ہیں جن کا عمومی تذکرہ ضروری ہے۔ پس پہلے میں ان سے فارغ ہوں پھر انشاء اللہ پورے اطمینان کے ساتھ نفس مطمئنہ کی باتیں کریں گے۔ مشکل یہ ہے کہ وقت بہت تھوڑا رہ گیا ہے اس سال کے ختم ہونے میں اور صرف چند سال باقی ہیں اس صدی کے ختم ہونے میں۔ کچھ تیاریاں ایسی ہیں جن کا اس سال کے اختتام سے تعلق ہے، کچھ ایسی ہیں جن کا صدی کے اختتام سے تعلق ہے اور اگلی صدی میں دور تک انہوں نے اثر انداز ہونا ہے۔ ان دونوں باتوں کا فکر بھی ہے اور ان میں توازن بھی رکھنا پڑتا ہے۔ پس اس پہلو سے اب میں اس سال کی ایسی باتیں کروں گا جن کا بالآخر انشاء اللہ اگلی صدی پر ضرور اثر پڑے گا اور وہ ہے تبلیغ کے اور تربیت کے وہ کام جن کا خصوصیت سے تبلیغ سے تعلق ہے۔

جماعت احمدیہ میں تبلیغ کے میدان بہت وسیع ہو گئے ہیں اور وہ باتیں جن کا پہلے خواب و خیال میں بھی تصور نہیں آ سکتا تھا اب حقیقت کے طور پر ہمیں سامنے رونما ہوتی دکھائی دے رہی ہیں۔ ایک زمانہ تھا، بہت پہلے کی بات ہے کہ میں سوچ کر خواب میں چٹخارے لیا کرتا تھا کہ کبھی ایک لاکھ ایک سال میں بھی احمدی ہونگے اور اب یہ ایک لاکھ تو لگتا ہے یہ سامنے یونہی پڑے ہیں، سامنے بکھرے پڑے ہیں۔ اب ملینز Millions کی باتیں شروع ہو گئی ہیں۔ وہ ممالک جہاں چند ہزار کے قصے ہوتے تھے تو بہت فخر سے وہ سر اونچا کرتے تھے کہ ہمارے ہاں اب سینکڑوں سے نکل کر ہزاروں میں باتیں شروع ہو گئی ہیں۔ اب وہ لاکھوں سے نکل کر Half a Million کی باتیں کر رہے ہیں اس سال آدھا ملین تو ہمارا ہونا چاہئے۔ تو اتنی تیزی سے اللہ تعالیٰ نے پیمانے بدلے ہیں کہ انسانی کی عقل دنگ رہ جاتی ہے اور جس تیزی سے پیمانے بدل رہے ہیں اسی تیزی سے ذمہ داریاں بھی ساتھ بڑھ رہی ہیں اور ساتھ ساتھ مجھے آپ کو بتانا پڑتا ہے، سمجھانا پڑتا ہے کہ کوئی ایسی فکر کی بات نہیں ہے۔ یہ ذمہ داریاں اگر سلیقے کے ساتھ، قرآن کے بتائے ہوئے اصولوں کے مطابق ادا کرنے کی کوشش کریں گے تو جتنا چاہے معاملہ پھیلتا چلا جائے آپ کی وسعت بھی اللہ تعالیٰ ساتھ ساتھ بڑھائے گا اور ان پھیلتے ہوئے کاموں کو آپ سمیٹنے کی نئی طاقتیں اللہ تعالیٰ سے حاصل کریں گے۔ یہ وہ مضمون ہے جس کے لئے آپ کو کئی دفعہ، بار بار توجہ دلانی پڑتی ہے۔ خصوصاً جرمنی کے دورے میں جماعت احمدیہ کو مجھے بہت سمجھانا پڑا وہ بعض باتوں میں گھبرا گئے تھے کہ ہم اتنا بڑھ رہے ہیں، اتنا پھیل رہے ہیں کریں گے کیا، سنبھالیں گے کیسے۔ جب ان کو بتایا کہ دیکھو یہ طریقہ ہے سنبھالنے کا تو سارے مطمئن، سب خوش ہوئے اور جنہوں نے عمل کیا ہے وہ رپورٹیں بھیج رہے ہیں کہ یہ تو کچھ بھی نہیں ہے۔

خدا تعالیٰ نے جو ذمہ داریاں ڈالی ہیں وہ سمجھائی بھی ہوئی ہیں قرآن کریم میں اس کے تذکرے موجود ہیں اور آنحضرت ﷺ نے ان پر عمل کر کے دکھا دیا۔ پس ساری دنیا کے اصلاح اور تربیت اور تبلیغ کے پروگرام ہوں اور ہم قرآن اور رسول کی سنت سے تعلق کاٹ کر اپنی عقل سے ان کو سلجھانے کی کوشش کریں تو ہو نہیں سکتا، ناممکن ہے۔ وہ خدا جس نے آنحضرت ﷺ کو رحمۃ للعالمین بنایا ہے اسی کی طاقت میں ہے کہ اس دور میں ﴿لیظھرہ علی الدین کلہ﴾ کے نظارے بھی دکھائے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلاموں کو توفیق بخشے کہ وہ ان وعدوں کو پورا کرنے میں آنحضرت ﷺ کی پیروی کریں جن کا وعدہ محمدؐ رسول اللہ کو دیا گیا، ﷺ۔ اور جن کے آخرین غلاموں کو خدا نے یہ اعزاز بخشا تھا کہ ان کے ذریعے یہ عظیم الشان وعدے پورے کئے جائیں۔ پس ہونے تو ہیں اور لازماً ہونگے لیکن سابقہ حساب سے نہیں ہونگے کہ آج سو کا اضافہ ہوا، کل ہزار کا یا پانچ سو کا۔ وہ دگنے والا حساب ہی ہے جو چلے گا اور اسی سے ہم انشاء اللہ بڑھتی ہوئی دنیا کے قدم روک لیں گے اور ان سے آگے نکل کر ان کو گھیر ڈال سکتے ہیں۔ اگر یہ دگنے کا نظام آپ تبلیغ میں اور تربیت میں نہ چلائیں تو ناممکن ہے کہ جماعت احمدیہ اپنی موجودہ تعداد کے باوجود دنیا تو در کنار کسی ایک ملک کو بھی فتح کر سکے۔ پاکستان کی آبادی بھی آپ سے بہت زیادہ آگے نکل چکی ہے اور وہ آپ کو تعداد کے لحاظ سے اس طرح حقارت سے نیچے منہ کر کے دیکھتے ہیں جیسے کوئی کیڑا زمین پر چل رہا ہو اور واقعۃً مولویوں کے دماغ میں جو تکبر ہے وہ اسی وجہ سے ہے آپ چھوٹے، بے معنی، بے حقیقت دکھائی دیتے ہیں ان کو۔ وہ سمجھتے ہیں ایک پاؤں اٹھانے کی بات ہے ہم ان کو کچل دیں گے، حکومتوں میں بڑی بڑی طاقتیں آ چکی ہیں، ان کے ہتھیار بدل چکے ہیں، ان کو بیرونی قوتوں کے سہارے حاصل ہیں۔ پس اگر وہ غیر معمولی طور پر مخالفت نہیں کرتے تو ان کی کوئی شرافت نہیں اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہے جس نے ان کے ہاتھ روکے ہوئے ہیں اور اگر شرافت کی وجہ سے ہے تو پھر اللہ ان کو جزا بھی بخشتا ہے۔ دونوں صورتیں ممکن ہیں کیونکہ شرافت ہو یا نہ ہو۔ حضرت موسیٰؑ کو خدا نے کس شرافت کے نتیجے میں بچایا تھا۔ فرعون اور اس کی قوم میں تو کوئی شرافت نہیں تھی۔ انہوں نے تو ہر قیمت پر ان کی پیروی کا فیصلہ کیا تھا ان کو پیچھے سے جا پکڑنے کے عہد باندھ کر نکلے تھے اور بڑی طاقت اور بڑے غیر معمولی دبدبے کے ساتھ حضرت موسیٰ کے چند غلاموں پر جو آپ کے پیچھے چل رہے تھے ان پر حملہ کر کے ان کو نیست و نابود کرنے کے ارادے کئے ہوئے تھے۔ کیا ہوا ان کا۔ وہ دو لہریں جو دونوں طرف سے اٹھی ہیں پہاڑوں کی طرح انہوں نے حضرت موسیٰ اور آپ کے ساتھیوں کو پناہ دی ﴿ولو لادفع الله الناس بعضهم ببعض﴾ یہ مضمون تھا جو سکھایا گیا کہ بعض دفعہ تمہیں مخالفتوں کی بڑی طاقتور پہاڑوں کی طرح اٹھتی ہوئی لہریں دکھائی دیتی ہیں۔ مگر خدا ان کو آپس میں ٹکرا دیتا ہے، ان کے سائے تلے سے اپنے معصوم بندوں کو گزار دیتا ہے اور وہ جو دوسرے گزرنے کی کوشش کرتے ہیں وہ ان پر جا پڑتی ہیں اور ان کو صفحہ ہستی سے مٹا دیتی ہیں۔ پس وہ باتیں جو خدا نے ظاہری شکل میں یا ظاہری شکل سے ملتی جلتی صورتوں میں ہمیں قرآن میں دکھا دیں کہ ہم پہلے یہ کرتے رہے ہیں وہی مضامین ہیں جو آگے بڑھیں گے اور آگے بڑھ رہے ہیں۔ پس جماعت احمدیہ کی حفاظت کا، ان لوگوں کی یہ جو جماعت کی دشمنی کا ارادہ کئے بیٹھے ہیں، قسمیں کھائے بیٹھے ہیں، ان کا شرافت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ کو بھی خدا نے جو حفاظت دی ہے بعض مشرکوں کو مشرکوں کے خلاف کھڑا کر دیا اس کو ہاتھ نہیں لگانا، یہ ہماری پناہ میں ہے۔ تو وہ مخالفانہ لہریں تو اپنی ذات میں کوئی رحم نہیں رکھتیں۔ مگر ان کا خدا تعالیٰ کی طرف سے آپس میں توازن ایسا قائم کرنا یہ اعجاز ہوا کرتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کو بھی طائف سے واپسی پر ایک مشرک سردار نے اپنی حفاظت کا اعلان کر کے پناہ دی اور وہ چونکہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے تابع تھا اور مشرکوں کو

مشرکوں سے لڑا کر حضرت موسیٰ کی طرح بیچ سے ایک راہ نکالی جارہی تھی اس لئے اس میں کوئی بھی مضائقہ نہیں تھا مگر رسول اللہ ﷺ نے اپنی حفاظت کے لئے انسان کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلائے۔

یہ وہ مضمون ہے جس کے نتیجے میں آپکو یاد رکھنا ہوگا کہ پاکستان میں بھی اور پاکستان سے باہر بھی آپ کی حفاظت خدا فرمارہا ہے۔ لیکن جہاں شرافت دکھائی دے اور شرافت کو اللہ تعالیٰ استعمال فرماتا ہے وہاں ہماری شرافت کا تقاضا یہ ہے کہ ان کے لئے جو ممکن ہے دعائیں بھی کریں اور ان کے ہاتھ مضبوط کرنے کے لئے جو کچھ بھی دنیا کے طور پر ہم کرسکتے ہیں وہ کرنا چاہئے۔ پس ایسے ممالک پاکستان کے علاوہ بھی ہیں جہاں بعض مذہبی امور کے وزیر جن کو سعودی عرب سے دنیاوی طاقت ملتی ہے اور مالی طور پر بھی ان کو طاقت عطا ہوتی ہے وہ انصاف کے معاملے میں جماعت کے ساتھ کھڑے ہیں۔ انہوں نے ان احمدیوں کو کہا ہے کہ بالکل فکر نہ کرو ہم جانتے ہیں کہ آپ سچے لوگ ہیں اس لئے جو کچھ بھی سیاسی تقاضے ہوں ہم آپ کے ساتھ آپ کی مدد پر ہمیشہ تیار رہیں گے اور کسی فساد کو اپنے ملک میں جاری نہیں ہونے دیں گے اور اسی طرح وہ اپنے وعدہ پر قائم ہیں۔ میرے ساتھ بھی بعضوں کے رابطے ہیں اور میں حیرت سے دیکھتا ہوں ان کو دیکھو اللہ تعالیٰ نے کس طرح ہماری حفاظت کے لئے انہی لوگوں میں سے نیک نفس لوگوں کو کھڑا کردیا ہے اور ان کے لئے پھر ہم دعائیں کرتے ہیں پھر وہ بعض دفعہ اپنے حق میں ان کو پورا ہوتے دیکھتے ہیں۔ تو اس طرح عالمی طور پر خدا تعالیٰ کے جو فضل جاری ہو رہے ہیں ان کو سمیٹنے کے انتظام بھی اللہ کر رہا ہے۔ اس کی حفاظت کے بغیر ہمیں ایک لمحہ کی بھی کوئی حفاظت حاصل نہیں۔ ہر جگہ ہمیں ملیامیٹ کیا جاسکتا ہے، ہماری کوئی طاقت نہیں۔

جو پہلی نصیحت ہے وہ یہ ہے کہ ہم ایسے دور میں داخل ہو رہے ہیں جہاں ہمیں دنیا کی طاقتیں ملنے والی ہیں مگر ان طاقتوں سے میں خوف کھا رہا ہوں۔ ان کو اس طرح حرص کی نظر سے نہیں دیکھ رہا جیسے آپ کے ذہن میں خیال ہوگا کہ ہم بعض ملکوں میں طاقت حاصل کرلیں گے۔ مجھے ان طاقتوں سے ڈر ہے کہ کہیں ان طاقتوں کے سہارے نہ ڈھونڈنے لگیں۔ کہیں آپ کے دماغ میں یہ کیڑا نہ داخل ہوجائے کہ اب تو ہم اتنے طاقتور ہوگئے ہیں، حکومتیں ہمارے ساتھ ہیں اب ہمیں کیا پرواہ ہے۔ تو وہ وقت ہے سر جھکانے کا، وہ وقت ہے خدا کی توحید کے گانے گانے کا۔ وہ وقت ہے کہ خدا کے حضور ہم سجدہ کریں اور انکار کردیں ان طاقتوں کا جو بظاہر آپ کے لئے ہی قائم کی گئی ہیں۔ ان معنوں میں انکار کردیں کہ اے خدا ہمیں ان پر کوئی بھروسہ نہیں۔ جب یہ نہیں تھیں اس وقت تو نے ہمیں یہاں پہنچایا ہے تو نے ہمیں بڑھایا ہے اب یہ ہیں تو ان کے ہونے سے ہمیں کوئی فرق نہیں پڑتا، ہم تیرے بندے ہیں تیرے ہی رہیں گے۔ پس ان طاقتوں کو اور جھکا اپنی توحید کے سامنے، یہ تیری شان ہے۔ مگر ہمارے دماغ میں ایک ذرہ بھی اس تکبر اور غرور کا کیڑا نہ گھسنے دے کہ ہم سمجھیں کہ اب تو فلاں ملک بھی احمدی ہوگیا ہے اور فلاں ملک بھی احمدی ہوگیا ہے اب ہم دیکھیں گے کوئی ہماری مخالفت کیسے کرتا ہے۔ یہی ملک جو احمدی ہونگے ان سے خطرات درپیش ہونگے۔ یہاں سیاست اور مذہب کے آپس کے توازن میں کئی مسائل اٹھ کھڑے ہونگے۔ خلافت سے ان علاقوں کے تعلق کے سلسلے میں کئی مسائل درپیش ہوں گے اور بہت الجھنیں ہیں ان سے ہمیں گزرنا ہے اس لئے یہ خیال کہ ہمارا کوئی ایسا راستہ ہے جس کے بعد پھر سیدھا سادا دور کے ستھرا رستہ شروع ہوجائے گا اور رستے کے مشکلات کے پتھر ہٹادئے جائیں گے یہ بالکل غلط خیال ہے۔

یاد رکھیں خدا کی راہ میں مشکلات آپ کی حفاظت کرتی ہیں اگر یہ مشکلات نہ ہوتیں تو آج سے بہت پہلے آپ فنا ہوچکے ہوتے۔ وہ مشکلات ہی ہیں جن کے آنکھوں کے سامنے دکھائی دینے سے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر آپ کو اس طرح ظالمانہ طور پر دیکھتی ہیں گویا آپ کو کھا جائیں گی۔ **یہی مشکلات اور ان کا یہ رویہ ہے جو آپ کو خدا کی طرف جھکنے پر مجبور کرتا ہے آپ اس کی طرف دوڑتے ہیں۔ پس یہ آپ کی حفاظت کر رہی ہیں آپ کو تقویٰ عطا کر رہی ہیں۔** آپ کو مزید ترقیات ان مشکلات کی وجہ سے اس طرح ملتی ہیں کہ جب آپ ان سے نہیں ڈرتے اور اللہ کا خوف رکھتے ہیں تو اس خوف سے دشمنی کی بجائے فیض کے چشمے پھوٹ پڑتے ہیں۔

آج ہماری سوال و جواب کی جو اردو مجلس تھی اس میں ایک دوست نے اسی قسم کا ایک سوال کیا اس کو میں نے سمجھایا۔ میں نے کہا آپ یہ خیال دل سے نکال دیں کہ جماعت احمدیہ کی کوئی ایسی ترقی ہوگی کہ جس کے بعد یہ مشکلات ہٹ جائیں گی۔ ترقی کے نتیجے میں ہماری آزمائشیں بڑھیں گی اور لازم ہے کہ ہم ان آزمائشوں پہ اس طرح پورے اتریں کہ ہمارے سر مزید جھکتے چلے جائیں اور اللہ تعالیٰ کے حضور یہ اقرار کرنے لگیں کہ آج جو تو نے ہمیں ترقی کی جزاء دی ہے ہم اس پر تیرا شکر ادا نہیں کرسکتے۔ ہم ان طاقتوں کا احترام تو کرتے ہیں کیونکہ تیری بناء پر ہمیں ملی ہیں لیکن ان پر بناء نہیں کرتے۔ بناء تجھ پر ہے۔ اگر یہ کریں گے تو خدا کا یہ قانون آپ کے حق میں لازماً جاری ہوگا۔ ﴿لئن شکرتم لازیدنکم﴾ کہ یاد رکھو اگر تم میرا شکریہ ادا کروگے تو میں ضرور تمہیں بڑھاؤں گا۔

ان صاحب کا سوال تو اس طرح ہوا تھا کہ اتنے خدا کے فضل ہو رہے ہیں اب پتہ نہیں ہم شکر ادا کرتے بھی ہیں کہ نہیں۔ ہم کیسے اپنے آپ کو شکر پر آمادہ کریں۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ کیا بات کر رہے ہیں آپ شکر نہ کرتے تو یہ ترقیات کیسے نصیب ہوتیں۔ کیونکہ قرآن کریم کی اس آیت نے یہ سمجھایا ہے کہ تم اگر شکر کروگے تو میں تمہیں ترقیات دونگا اگر ترقیات دے رہا ہے تو لازماً شکر کرتے ہو۔ پس آنحضرت ﷺ کے زمانے میں جو خدا تعالیٰ کے فضلوں کا فیض ایک سمندر کی لہروں کی طرح اٹھا ہے اور سارے جزیرہ عرب کو اس میں غرق کردیا یہ حضرت محمدؐ رسول اللہ کا شکر تھا، ساری ساری رات آپ کھڑے ہو کر خدا کا شکر ادا کیا کرتے تھے۔ آپ کے پاؤں سوج جایا کرتے تھے اور جتنے فضل بڑھتے تھے اتنا شکر اور بڑھتا چلا جاتا تھا۔ تو خدا نے تو دکھادیا کہ ایک شکر کرنے والا بندہ تھا۔ ایک بندے کے شکر نے اتنے فیض عطا کئے تھے لیکن اسی کے شکر کا فیض یہ ہے جو آج ہم کھا رہے ہیں اور اسی کے شکر کا فیض ہے جس نے ہمیں شکر کے سلیقے بخشے۔

پس یہ یقین کر کے اس راہ پہ آگے بڑھیں کہ حضرت محمد مصطفی ﷺ خدا کے ایک ایسے شکر گزار بندے تھے کبھی کائنات نے ایسا شکر گزار بندہ نہیں دیکھا۔ جتنی ترقیات عطا ہوئی ہیں اس شکر کو قبول کرنے کے نتیجے میں ہوئی ہیں۔ اور اب از سر نو جو یہ دور چلا ہے اب بھی شکر کی قبولیت کا دور ہے۔ آپ کو جو توفیق مل رہی ہے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے نقش قدم پر چلنے کی وجہ سے مل رہی ہے۔ **پس اپنے شکر کو بڑھائیں، اپنے شکر کی حفاظت کریں۔ جب آپ شکر کی حفاظت کریں گے تو دنیا کی طاقتیں آپ کو معمولی دکھائی دیں گی۔** وہ اتفاقاً حادثات ہیں جو شکر کے نتیجے میں آپکے قدموں پہ گرائے گئے ہیں۔ وہ اس قابل نہیں کہ آپ ان کے قدموں میں گریں۔ **پس دنیا کی طاقتوں کو کوئی اہمیت اس پہلو سے نہ دیں کہ گویا وہ آپ کا سہارا ہیں۔** اس پہلو سے اہمیت دیں کہ آپکے قدموں کا فیض ہیں وہ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے شکر کو قبول کیا ہے جو یہ طاقتیں آپ کو عطا کیں پھر ابھی سے ان کے لئے دعائیں شروع کریں اور ابھی سے جہاں جہاں یہ تجربے ہو رہے ہیں وہاں ان کی حفاظت کے، ان کی تربیت کے وہ سارے سامان کریں جو آپ کے دماغ میں آسکتے ہیں اور پوری کوشش کردیکھیں کیونکہ ان لوگوں نے بڑی تیزی سے آگے بڑھنا ہے اور پھیلنا ہے۔ جب یہ سیاست میں تبدیل ہونگے تو بڑی نرم خو اور گداز پہلو رکھنے والی قومیں ہیں ان سے سیاست ابھرے گی تو بڑے خوفناک چہرے اس سے ظاہر ہونگے۔ پس میں آپ کو متنبہ کر رہا ہوں اور آئندہ صدی میں یہ باتیں جو میں کہہ رہا ہوں یہ وہاں بھی اثر انداز ہونے والی ہیں۔ لیکن آئندہ جو دو تین ماہ رہ گئے ہیں ان کے حوالے سے میں آپ کو اب سمجھاتا ہوں کہ دیکھو ایسے ملک ہیں جہاں خدا کے فضل سے اس قسم کی رفتاروں میں تیزی آرہی ہے ان ممالک میں سے بعض لوگوں نے ان ترقیات کو اپنی کوششوں کا نتیجہ سمجھا اور نئے آنے والوں نے اپنی کوششوں پر بناء کی، مگر ان کو میں نے سمجھایا، ان سے لمبی گفتگوئیں ہوئیں۔

ایک ایسے ہی ملک کے نمائندے تھے جن کو میں بار بار یہ سمجھاتا رہا کہ دیکھیں آپ طاقتور ہیں مجھے پتہ ہے مگر جب احمدیت قبول کر کے آپ ثابت قدمی دکھائیں گے تو یہ طاقتیں آپ کو کچھ بھی کام نہیں دیں گی، مخالفت اور حسد کی لو اٹھے گی اور آپ کو دبائے گی۔ اس وقت صرف اللہ تعالیٰ پر اور اس کی قدرتوں پر انحصار اور یہ عزم آپ کے کام آئے گا کہ ہم نے اپنے مقصد سے نہیں ہٹنا اور دعائیں کام آئیں گی۔ وہ ساری باتیں میری سنتے تھے اور چونکہ دنیا سے نکل کے آئے تھے، دنیا کی سیاستوں کے اپنی طرف سے

GURANTED PRODUCT
NEVER BEFORE
THIS COMFORT THIS DURABILITY AND SOLIGHT
A TREAT FOR YOUR FEET
Soniky
NIR
HAWAI
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) LTD
34, A DEBENDRA CHANDRA DEY ROAD CALCUTTA -15

مالک بنے بیٹھے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ سیاست کے سرچشموں پر ہم قابض لوگ ہیں وہ ہو کون سکتا ہے جو ہمیں ان سرچشموں سے جدا کر کے الگ کرے۔ ان کو میں نے سمجھایا کہ آپ کن باتوں میں پل رہے ہیں حضرت صالح کو اس چشمے سے کس نے ہٹایا تھا جس چشمے کے سرداروں میں آپ شامل تھے اور قوم اقرار کرتی تھی کہ اے صالح تو ہمارے بڑے لوگوں میں سے ہے۔ مگر جب خدا کی خاطر آپ اللہ تعالیٰ سے وفا کرتے ہوئے قوم سے الگ ہوئے تو قوم نے ان کو چھوڑ دیا بلکہ اسی سرچشمے پر حملہ کیا اور اونٹنی کی کونچیں کاٹ دیں جو وہاں سے پانی پیا کرتی تھی۔ تو طرح طرح سے ان کو سمجھایا کہ دیکھو اپنی طاقت پر انحصار نہ کرنا۔ بہت بڑی کامیابیاں بظاہر اللہ نے عطا فرمائی ہیں مگر ان کی حفاظت اسی طرح ہوگی جس طرح میں بتا رہا ہوں اور وہ سنتے تھے اور کئی ان میں سے سر جھکاتے تھے ادب سے۔ اور آخر پر میں یہ دیکھتا تھا کہ ان باتوں کا احترام اپنی جگہ لیکن اپنی بڑائی کا یقین الگ۔ اور چونکہ وہ سمجھتے تھے کہ اسکو ہم نیکی کے رستے پر استعمال کریں گے اس لئے وہ اس سے گھبراتے نہیں تھے۔ میں نے ان کے مبلغ کو بعد میں بھی توجہ دلائی۔ میں نے کہا دیکھو یہ میں نے محسوس کر لیا ہے، مجھے فکر ہے، اللہ تعالیٰ ان کو اپنی پناہ میں رکھے۔ چنانچہ ویسے ہی واقعات رونما ہوئے۔ جہاں سب سے زیادہ توقعات تھیں بیعتوں کی وہاں سب سے کم نکلیں کیونکہ سیاسی لحاظ سے ان کی مخالفت ہوئی اور مخالف دھڑے اٹھ کھڑے ہوئے اور جب انہوں نے ان کی سیاست پر حملہ کیا جس کی پناہ میں وہ تھے اس سیاست نے ان کو کوئی پناہ نہیں دی۔

پس یہ وہ بات ہے جسے سمجھانے کی ضرورت ہے باقی کسی ملک میں ان غلطیوں کا اعادہ نہیں ہونا چاہئے۔ اگر آپ یہ لکھتے ہیں کہ فلاں جگہ ہمیں اتنے بڑے بڑے چیف مل گئے، اتنے ملک کے بادشاہ مل گئے اتنے ممبر ز پارلیمنٹ مل گئے تو آپ کی تحریر میں بعض دفعہ ان کی بڑائی کا اس طرح ذکر ملتا ہے جو شکر سے الگ گویا ان کو خدا کے مقابل پر بت بنا رہا ہو۔ پس یہ میں متوجہ کرنا چاہتا ہوں ساری دنیا میں ترقی پانے والے ممالک کو کہ ہرگز ان کو وہ اہمیت نہ دیں جو ان کو بت بنا دے۔ ان کی عزت کریں، ان کا احترام کریں۔ آنحضرت ﷺ آنے والوں میں سے ادنیٰ سے ادنیٰ کے لئے بھی اٹھ کھڑے ہوتے تھے مگر وہ عزت اس بناء پر نہیں تھی کہ گویا ان سے محمد رسول اللہ ﷺ وابستہ ہیں۔ اس بناء پر تھی کہ وہ محمد رسول اللہ سے وابستہ رہیں گے تو عزت پائیں گے۔ ان دو چیزوں میں بہت فرق ہے۔

پس پہلی بات جو اس سال کے تعلق میں اور آئندہ صدی پر اثر انداز ہونے والی میں آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں وہ یہ بات ہے کہ اللہ کے فضل سے ہمیں بہت ترقیات مل رہی ہیں۔ **ہر ملک کا فرض ہے کہ آنے والے کو بتائے اور سمجھائے یہ طاقتیں تمہارے کوڑی کی بھی کام نہیں آئیں گی اگر تم نے ان طاقتوں کو خدا کے حضور سجدہ ریز نہ رکھا اور سہارا خدا کا نہ سمجھا، ان کو سمجھ لیا۔ اگر تم نے ان کو سہارا سمجھا تو تمہارے سہارے ٹوٹ جائیں گے اور پھر تمہاری طاقتیں ہمارے کسی کام بھی نہیں آئیں گی۔** ہو سکتا ہے یہی طاقتیں عالمی جمعیت کی راہ میں حائل ہو جائیں اور فتنے پیدا کرنے کا موجب بنیں۔ ہو سکتا ہے نئی قومیں جو زیادہ طاقت کے ساتھ جماعت میں داخل ہوں وہ اٹھ کھڑی ہوں اور وہ کہیں کہ ہمیں کیا ضرورت ہے ایک مرکز کی اطاعت کرنے کی۔ ہم نظام جماعت کو سمجھ رہے ہیں، ہم احمدیت کو جانتے ہیں، عبادت کرتے ہیں اور یہی ہمارے لئے کافی ہے اس لئے کوئی ضرورت نہیں کہ ایک نظام سے بندھے رہیں۔ اور اس قسم کے فتنے وہاں ضرور اٹھیں گے۔ آپ دیکھنا آج نہیں تو کل ایسے فتنے اٹھائے جائیں گے۔ آج ان کی سرکوبی کے سامان کریں تب آپ خدا کی آنکھ سے دیکھ رہے ہونگے جو تقویٰ کی آنکھ ہے۔ اس لئے حرص کے ساتھ ان پر نظر نہ ڈالیں، خوف سے نظر ڈالیں۔ تکبر کے ساتھ نہیں، رحم کے ساتھ نظر ڈالیں۔ دیکھیں کہ ان لوگوں بیچاروں کو کیا کیا مصیبتیں آنے والی ہیں اور اس کا حل ابھی سے کریں۔ جو سب سے بڑا حل یہ ہے کہ **نئے آنے والوں کو ذاتی طور پر اللہ کے تعلق سے باندھنا شروع کریں۔ جو بھی ان میں سے خدا کے ساتھ باندھا گیا اس کی حفاظت آپ نہیں کریں گے، اللہ کرے گا اور اسی طریق سے قوموں کی حفاظت ہوا کرتی ہے۔** کثرت سے ان میں خدا والے لازماً پیدا کرنے پڑیں گے اور اس کے بغیر ان قوموں کی حفاظت ممکن نہیں ہے۔ اس کے لئے ابھی سے جیسا کہ میں نے پہلے بیان کیا تھا تربیتی اجلاسوں کی اور تربیتی کلاسز کہتے ہیں انگریزی میں مگر اردو میں بھی یہ لفظ جاری ہو گیا ہے تربیتی کلاسز کے اجراء کی ضرورت ہے۔ جن ممالک میں عمدگی سے ہوا ہے وہ لکھ رہے ہیں کہ خدا کے فضل سے بہت بڑا فائدہ پہنچا ہے۔

جرمنی کے دورے میں بھی میں نے یہی محسوس کیا کہ جہاں نئے آنے والوں میں سے کچھ چنے گئے اور ان کو تربیت دے کر اپنی قوم کے لئے مقرر کیا گیا وہاں غیر معمولی طور پر خدا کے فضل سے برکت نصیب ہوئی۔ صرف تربیت کے لحاظ سے نہیں تبلیغ کے لحاظ سے بھی۔ ان میں اپنی قوم میں تبلیغ کرنے کا نیا جوش پیدا ہوا۔ ان کو سلیقہ آیا کیسے قوم کو سنبھالا جاتا ہے۔ احمدیت سے ذاتی وابستگی کے ساتھ جب ان کو تاکید یہ کہ دیکھو ہر مشکل میں دعا کرنی ہے اور دیکھنا اللہ تعالیٰ کیسے مدد کرتا ہے تو جہاں جہاں خدا نے مدد فرمائی ان کے حوصلے پہلے سے بہت بڑھ گئے۔ تو وہاں بھی یعنی جرمنی میں بھی کامیابی اسی بنیادی بات کو نصیب ہو رہی ہے جو قرآن نے ہمیں سکھائی تھی۔ پس اسی لئے میں نے وہاں بھی یہ کہا کہ کوئی نئی بات نہیں جو میں آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں۔ یہ قرآن کریم نے سکھائی ہوئی ہے۔

قرآن کریم نے ہمیں یہ سکھایا کہ جب کثرت سے قومیں اسلام میں داخل ہو رہی ہوں گی تو اس وقت ان میں سے کچھ لوگ ضرور سفر کر کے مدینے پہنچیں اور وہاں تربیت حاصل کریں اور پھر واپس اپنی قوم میں پھیل جائیں اور وہاں جا کر وہی تربیت کی باتیں آگے کریں۔ اس قرآنی تعلیم میں بہت گہری حکمت ہے۔ میں سوچتا ہوں تو حیران رہ جاتا ہوں کہ کس طرح اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو ساری دنیا کا معلم بنا کر ساری دنیا کو رام کرنے کا طریقہ بھی ساتھ ہی سکھا دیا۔ جب تک بیرونی لوگ کسی قوم کو پیغام دیتے رہتے ہیں وہ پیغام بیرونی ہی رہتا ہے۔ جب ان میں سے کچھ لوگ اٹھ کھڑے ہوں جو پیغام سمجھنے کے بعد پیغام کی نمائندگی خود اپنی قوم میں کرنے لگتے ہیں تو تب وہ پیغام بیرونی نہیں رہا کرتا۔

اب جہاں بھی میں نے دیکھا ہے وہاں بوزنین ہوں یا البانین ہوں یا دوسری قوموں سے تعلق رکھنے والے لوگ جہاں ان لوگوں نے خود ہمارے اس تربیتی نظام سے فائدہ اٹھا کر اپنی قوم میں احمدیت کو جاری کرنے کا ارادہ کیا، غیر معمولی برکت ملی۔ عربوں کو جب عربوں سے آواز آئی ہے کہ ہاں یہ ہو رہا ہے، یہ ہونا چاہئے تو عربوں نے اس کے مقابل پر اس میں فوری طور پر لبیک کہا۔ جب تک پاکستانی عربوں کو پیغام دیتے رہتے تھے قبول تو کر لیتے تھے لیکن سمجھتے تھے کہ یہ اور لوگ ہیں، ہم اور لوگ ہیں۔ لیکن عربوں میں ایسے ہیں خدا کے فضل کے ساتھ جن کا دور دور تک اثر ہے کیونکہ انہوں نے احمدیت کو سچا سمجھا، تقویٰ اختیار کیا۔ اللہ تعالیٰ سے ان کا پیار کا تعلق ہوا اور اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی برکت بخشی۔ چنانچہ وہی بات عرب، عربوں سے سنتے ہیں جو پہلے پاکستانیوں سے سنا کرتے تھے اور عربوں سے سنتے ہیں تو اپنے گھر کی باتیں معلوم ہوتی ہیں، بہت مثبت رد عمل دکھاتے ہیں۔

چنانچہ بعض علاقوں میں مثلاً مشرقی برلن اور اس کیساتھ تعلق رکھنے والے علاقوں میں ایسے ہی بعض مخلص عرب ہمیں عطا ہوئے ہیں اللہ کے فضل کے ساتھ اور ان کے پیغام کا ایسا اثر ہے کہ اسی سال میں اب تک تین سو سے زائد عربوں کی بیعتیں ہو چکی ہیں۔ اور وہ آگے پھر ان سے سیکھ رہے ہیں اور آگے بات کو بڑھا رہے ہیں۔ ان میں غیر معمولی خدا کے فضل کے ساتھ احمدیت سے لگاؤ اور وابستگی پیدا ہو رہی ہے۔ تو صرف بوزنین کی بات نہیں، صرف البانین کی بات نہیں، ہر قوم میں جہاں بھی اس نسخے کو آزمایا گیا ہے جو میں آپ کو پھر سمجھا رہا ہوں، میرا نسخہ نہیں قرآن کریم کا نسخہ ہے۔ یہ نسخہ ہمیشہ کارگر ثابت ہوتا ہے۔ ان لوگوں میں سے آدمی چنیں، ان کو سمجھائیں۔

اب مدینے والی بات آج کے ماحول میں سمجھنی چاہئے۔ مدینے سے مراد یہ تو نہیں کہ اب ربوہ، مدینہ بنا ہماری ہجرت کا یا لندن مدینہ بن گیا ثانوی حیثیت سے، تو ساری دنیا سے لوگ یہاں اکٹھے ہوں۔ یہاں بھی جب توفیق ملتی ہے تو اکٹھے ہوتے ہیں اور اس کا اپنا فیض پاتے ہیں مگر مدینے سے مراد ہر ملک کا مرکز اور

M/S NISHA LEATHER
Specialist in Leather Belts,
Ladies & Gents Bag, Jackets Wallets etc.
19A, Jawahar Lal Nehru Road
Calcutta- 700087 ☎ 2457133

شریف جیولرز
پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔ ☎ 649-04524
روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ

اس مرکز سے تربیت یافتہ لوگ جہاں بھی پہنچ کر ڈیرہ لگاتے ہیں وہاں مدینہ بن جاتا ہے۔ پس یہ ناممکن ہے کہ سب لوگ جرمنی میں فرینکفورٹ پہنچیں مگر فرینکفورٹ والوں کو یہ توفیق ہے کہ وہ مختلف مراکز میں پہنچیں۔ وہاں ہمارے مربی ہیں وہ ان مقامی لوگوں کی تربیت کریں اور پھر آگے تربیت کی کلاسز میں وہی ساتھ شامل ہوں جو مقامی لوگ ہیں اور ان کی آپس میں دوڑیں کروائی جائیں۔ یہ دو چیزیں ایسی ہیں جن کو آئندہ دو ماہ جو رہ گئے ہیں ان میں کثرت کے ساتھ استعمال کریں اور پیش نظر رکھیں تو اللہ تعالیٰ آپ کی اب تک کی تبلیغ کو دگنا بھی کر سکتا ہے، زیادہ بھی کر سکتا ہے جب وہ چاہے۔

مگر جوں جوں جلسے کا وقت قریب آ رہا ہے اسی نسبت سے ہمیں اپنے کام کی رفتار کو بڑھانے کی ضرورت ہے۔ اور یہ وہ ترکیب ہے جو میں آپ کو سمجھا رہا ہوں۔ ساری دنیا کے احمدیوں کو جہاں بھی وہ ہیں اس کو پہلے سے زیادہ سنجیدگی سے استعمال کریں۔ لیکن پہلی بات جو کہی تھی وہ شرط ہے اس کی کامیابی کی۔ اگر اس بڑھنے کے نتیجے میں آپ کو تکبر عطا ہونے کی بجائے عاجزی ملی ہے تو یہ نسخے ضرور کام کریں گے۔ اگر تکبر کا کوئی کیڑا آپ کے دماغ میں داخل ہو گیا ہے تو یہ نسخہ بالکل بے کار جائے گا، اس کو استعمال کر کے دیکھ لیں، آپ کی تربیتی کلاسز کو کچھ بھی برکت نصیب نہیں ہو گی۔ پس اس وقت میں اس کو استعمال کریں تو بقیہ وقت میں آپ کی رفتار پہلے سے بہت بڑھ جائے گی۔ اور رفتار کو اب اس طرح بڑھانا ہے کہ تربیت ساتھ ساتھ اسی رفتار سے آگے بڑھ رہی ہو۔ اور اس کے لئے یہ ترکیب ہے کہ **ہر قوم کے آدمیوں کو فوری طور پر معلم بنانے کی طرف توجہ کریں۔ ساتھ ساتھ وہ اپنی قوم میں پیغام رسانی کریں اور جانے سے پہلے آپ سے یہ عہد کر جائیں کہ اب ہم نے اپنی تعداد کو دگنا، تگنا، چوگنا بڑھانا ضرور ہے۔** اور یہ بھی تربیت کا حصہ ہو گا تو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جوں جوں ترقی ہو گی، ترقی اپنی ترقی کے سامان خود ہی کرتی چلی جائے گی اور شرط وہی ہے کہ عجز بڑھ رہا ہو، دعاؤں پر انحصار بڑھ رہا ہو۔

جہاں جہاں اللہ تعالیٰ نے ہمیں کامیابیاں عطا فرمائی ہیں وہاں کے مربی بھی، وہاں کے کارکن بھی دن بدن زیادہ خدا کے حضور جھکتے چلے جائیں۔ اور یاد رکھیں کہ ان دنیاوی لوگوں میں ہماری کوئی پناہ نہیں ہے، یہ ہماری پناہ لینے کے لئے آئے ہیں۔ ان کو پناہ دیں اور اسی پناہ کے نتیجے میں اللہ آپ کو پناہ دے گا۔ ان کو پناہ دیں حضرت محمد رسول اللہ کے اخلاق کی پناہ، ان کو پناہ دیں قرآن کریم کی تعلیم کی پناہ اور یہ پناہیں ان کو عطا کر دیں تو پھر دیکھیں ساری دنیا کی پناہ کا یہ موجب بن جائیں گے، اپنی قوم کو بھی پناہیں دیں گے اور باقی دنیا کو بھی پناہ دیں گے۔ پس یہ دوسری بات ہے جس کو آپ پلے باندھ لیں اور محنت کے ساتھ اس کام میں آگے بڑھیں۔

تیسری چیز جس کا میں ذکر عمومی طور پر پہلے کرتا رہا ہوں آج بھی میں نے اپنی مجلس میں کیا تھا وہ ہے فیض کا پہنچانا۔ یہ جو قومیں آپ میں داخل ہو رہی ہیں ساتھ ساتھ ان کو فیض پہنچانا بھی ضروری ہے۔ اور فیض پہنچانے کے کئی طریق ہیں۔ کچھ طریق تو ایسے ہیں جہاں بعض جگہ انتہائی کسمپرسی کی حالت میں بعض قومیں غربت اور مصائب کا شکار ہو چکی ہیں وہاں مالی طور پر بھی ہمیں جو توفیق ہے ضرور ان کے لئے خرچ کرنا ہو گا لیکن ایسی قومیں کم ہیں۔ بہت ایسی ہیں جو اس قسم کی مالی امداد کی ضرورت مند نہیں ہیں مگر اقتصادی حالت کو بہتر کرنے کے لئے جماعت کو ضرور مدد کرنی ہو گی۔ چنانچہ جن قوموں کا میں نے ذکر کیا ہے ان میں بہت سے ایسے ہیں جن کو جرمنی کی خوشحالی کی وجہ سے جو غریب ملکوں سے آ کر جرمنی میں بسے تھے اللہ تعالیٰ نے توفیق بخشی ہے کہ اب وہ چندے دے رہے ہیں اور پورے جوش سے نہیں تو کسی حد تک مالی نظام کا حصہ بن گئے ہیں۔ لیکن بعض ان میں سے ایسے بھی ہیں جو جوش میں اتنا بڑھ گئے ہیں کہ پاکستانیوں کو جو پیدائشی احمدی تھے پیچھے چھوڑ گئے ہیں اور مالی قربانی میں اور آگے بڑھ رہے ہیں۔

توفیق کا جہاں تک تعلق ہے دو طرح کے فیض ہیں۔ مالی قربانی کی توفیق بخشنا یہ سب سے بڑا فیض ہے اور مالی قربانی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنی روزمرہ کی ضرورتیں پوری کرنا یہ نسبتاً ادنیٰ درجے کا فیض ہے۔ اور اس فرق کو میں آنحضرت ﷺ کی تعلیم کے حوالے سے آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں۔ جب تک ان باریک باتوں کو آپ نہیں سمجھیں گے آپ کو یہ بھی پتہ نہیں چلے گا کہ فیض کیسے کرنا ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ کسی غریب کو پیسے دے دئے یہی فیض ہے۔ یہ فیض نہیں۔ اس سے بڑھ کر فیض یہ ہے کہ جو مانگنے والا ہاتھ ہے اس کو عطا کرنے والا ہاتھ بنائیں کیونکہ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں "الید العلیا خیر من الید السفلی"، "الید العلیا" جو اوپر کا ہاتھ ہے وہ نچلے ہاتھ سے بہتر ہے۔ آپ نچلے ہاتھ والے کو فیض کیوں دے رہے ہیں اوپر والے ہاتھ کا فیض کیوں نہیں پہلے دیتے۔ اور یہ فیض غربت میں بھی عطا ہو جاتا ہے۔ عظیم الشان فیض ہے، جس کی کوئی حد نہیں ہے، اگر اس طرح جاری کریں جس طرح آنحضرت ﷺ نے اپنے غلاموں میں جاری فرمایا۔ وہ اصحاب الصفہ جو مسجد کے تھڑوں پر پل رہے تھے غربت سے بعض دفعہ ایک ایک، دو دو، تین تین دن کی روٹی نصیب نہیں ہوتی تھی، جب آنحضرت ﷺ نے "الید العلیا" کے فیض کی باتیں کیں تو جنگلوں میں نکل گئے، کلہاڑیاں لے کر لکڑیاں کاٹیں، ان کو بیچ کر جو ہاتھ آیا وہ غریبوں میں تقسیم کیا۔ آنحضرت ﷺ کی شان دیکھو فقیروں کو بادشاہ بنا دیا، غریبوں کو عزت نفس بخشی اور ان کو بتایا کہ تم احسان کرنے والے ہو غربت میں بھی احسان کر سکتے ہو۔

تو سب سے پہلے یہ احسان کریں غریب قوموں کو عزت نفس بخشیں اور یہ حال ساری دنیا میں برابر چل رہا ہے۔ ہندوستان میں جو تھروں کے علاقے ہیں وہاں کثرت کے ساتھ خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ احمدی ہو رہے ہیں۔ میں ان کو لکھتا ہوں کہ ان کی مسجد کی ضرورتیں پوری کرنے میں آپ مدد کریں بے شک کریں اور ان کی اقتصادی حالت بہتر بنانے کے لئے سکیمیں بنائیں مگر ان کے امیر کو بھی، ان کے غریب کو بھی خدا کی راہ میں کچھ نہ کچھ خرچ کرنے والا ضرور بنا دیں۔ یہ آپ کا سب سے بڑا احسان ہے جو ان پر ہو گا جو آئندہ نسلیں سنبھالیں گی۔ ورنہ اگر آپ نے صرف ان کی غربت دور کرنے کے لئے پیسے تقسیم کئے یا آٹا تقسیم کیا تو آج ان کی ایک غربت دور ہو رہی ہو گی۔ ایک اور غربت میں مبتلا ہو جائیں گے۔ ان کی روحیں غلام بن جائیں گی ان کی روحوں کو ہمیشہ بھکاری بن کے ہاتھ آگے بڑھانے کی عادت بن جائے گی۔ ان کی اگلی نسلیں کس کام کی ہونگی، احمدیت کے کس کام آئیں گی۔

پس تیسرا حصہ جو نصیحت کا ہے وہ فیض سے تعلق رکھتا ہے **اپنے فیض کو عام کریں اور وہ فیض رساں بنیں جو ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفی ﷺ تھے۔** اپنے غلاموں میں فیض رساں پیدا کر دئے اور ان کی غربت ان کی فیض رسانی کی راہ میں حائل نہیں ہوئی بلکہ ایسے بھی تھے جن کو دنیا نصیب ہوئی اور اپنے ہاتھوں سے بانٹ کر غریب ہو گئے۔ اور غریبی میں بھی فیض جاری رکھے۔ تو جو نئی قومیں آ رہی ہیں اگر آپ ان کو یہ فیض بخشیں تو آپ دیکھیں ان کے سر ایک پہلو سے خدا کے حضور جھکیں گے دوسرے پہلو سے دنیا کے سامنے سربلند بھی ہونگے، اپنے وجود کے سامنے سربلند ہونگے۔ وہ اپنے نفس سے کوئی شرمندگی محسوس نہیں کریں گے۔ ان کا وہ حال نہیں ہو گا جو قرآن کریم میں لکھا ہے کہ جب تم ان کو کچھ خیرات ڈالتے ہو تو ان کی آنکھیں شرم سے جھک جاتی ہیں۔ وہ لوگوں کو خیرات دیں گے اور شرم سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے احسان کی یاد سے ان کی آنکھیں اٹھیں گی اور وہی سجدہ ریز ہونگی۔ اپنی ان حالتوں پہ شکر کریں گے اور شکر کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ ان کو اور زیادہ بڑھاتا چلا جائے گا۔ پس یہ احسان کا یہ پہلو ہے جس کو اول طور پر اپنے سامنے رکھیں۔

پھر دوسرا پہلو اقتصادی حالت کو بہتر بنانے کا بھی ہے جو ہماری ذمہ داری ہے۔ دوسرا پہلو بھوک کو جب وہ کاٹتی ہو اس وقت مٹانے کا پہلو ہے جس کی قرآن نے الگ تلقین فرمائی ہے اور اس کا تبلیغ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ یاد رکھیں جب میں یہ نصیحت کرتا ہوں تو تبلیغ سے جوڑ کر اس کو نہیں کرتا۔ بھوکا تو بھوکا ہے خواہ وہ ہندو بھوکا ہو یا سکھ بھوکا ہو یا مسلمان بھوکا ہو یا عیسائی بھوکا ہو۔ بھوکے سے اس طرح برتاؤ کریں جیسے حضرت محمد مصطفی ﷺ بھوکوں سے برتاؤ کیا کرتے تھے اور نبوت سے پہلے بھی کیا کرتے تھے بلکہ وہی برتاؤ تھا جس نے آپ کے شعلہ نور کو ایک ایسا نور بنا دیا جس پر آسمان سے بھی نور نازل ہوا ہے۔ حضور اکرم ﷺ کا نبوت سے بہت پہلے کا یہ حال تھا کہ جو کچھ ہوتا تھا غریبوں میں تقسیم کر دیا۔ حضرت خدیجہؓ سے جو کچھ پایا آپ نے پوچھا کہ تم مجھے اس طرح دے رہی ہو کہ واقعۃً مجھے مالک بنا رہی ہو اتنی بڑی دولت کا۔ انہوں نے کہا ہاں میرے آقا یہی ہے میرا مقصد، آپ اس کے مالک ہیں۔ آپ نے کہا اچھا اگر میں مالک ہوں تو میں ساری دولت تقسیم کر دوں گا۔ انہوں نے سر جھکایا، تائید کی۔ یہی وجہ ہے کہ آخری وقت تک رسول اللہ ﷺ حضرت خدیجہؓ کو یاد کرتے رہے، یاد کرتے تھے تو آنکھوں سے آنسو جاری ہو جایا کرتے تھے۔ کیسی عظیم بیوی تھی۔ اپنے خاوند کو اپنا سب کچھ پیش کیا اور اس کامل یقین کے ساتھ کیا کہ اب یہ واقعۃً مالک ہے جو چاہے گا اس سے کرے گا اور خیر ہی کرے گا اور میں اس کے ساتھ ہوں، پھر آخر عمر تک وفا کی۔

پس اس قسم کا فیض آپ دنیا میں جاری کریں۔ یعنی غریبوں کے لئے غربت میں محسن بن جائیں اس بناء پر نہیں کہ اگر آپ غربت کا ازالہ کریں گے تو وہ احمدی ہو جائیں گے۔ جو غربت کے ازالے کی خاطر

احمدی ہوا کرتے ہیں۔ وہ پھر لمبا عرصہ احمدی رہا نہیں کرتے۔ آج مطلب ہوا کل مطلب ختم ہو گیا۔ پس اس غربت کے ازالے کو مؤلفة القلوب کے مضمون سے ملائیں نہیں۔ یہ دو الگ الگ مضمون ہیں۔ الگ الگ مضمون اس لئے ہیں کہ تالیف قلب کی شرط یہ ہے کہ بنئے آنے والے لوگ اپنے دلوں کی تالیف کے لئے کچھ زیادہ احسان چاہتے ہیں، وہ احسان کا سلوک کرو اور یہ احسان اگر سچا ہو اور حقیقی ہو آنحضرت ﷺ کی سنت کے مطابق ہو تو تھوڑی دیر کے بعد یہ احسان کے محتاج رہتے ہی نہیں۔ یہ مؤلفة القلوب ایک دو سال کی باتیں ہیں۔

یہ غربت کا دور کرنا جس میں مذہب کی قبولیت آپ کی نیت میں داخل ہو وہ تالیف قلب نہیں ہے کیونکہ وہاں چند سال کے بعد ان کی نچلے ہاتھ کی عادت ہو جائے گی۔ ایسی قوموں کو سنبھالنے کے لئے آپ کو پھر مسلسل پیسے دینے پڑتے ہیں۔ جہاں پیسے روکے وہاں یہ مرتد ہو گئے یا مرتد نہ ہوئے تو احمدیت میں دلچسپی چھوڑ دی۔ تو ساری باریک راہیں جو آپ کو لازماً سمجھانی ہیں کیونکہ ان راہوں پر آپ نے چل کر بہت آگے بڑھنا ہے۔ تو جہاں فیض کا دوسرا پہلو اختیار کریں وہاں ان دو چیزوں میں فرق کریں۔ غربت کے خلاف جہاد جہاں توفیق ہے، طاقت ہے وہاں دو طریق سے کریں اور اس میں مذہب کو بیچ میں دخل نہ دینے دیں۔ مذہب کو دخل دینے کا مضمون بھی آئے گا لیکن وہ اقرباء والے مضمون میں داخل ہے اس کی بات میں بعد میں کروں گا۔

پہلی عمومی بات کر رہا ہوں کہ جب آپ غربت دور کریں، فاقہ دور کری جیسے زائر میں ہو رہا ہے یا آجکل سیرالیون میں بڑی مصیبت پڑی ہوئی ہے اور بہت سے ممالک ہیں جو غربت اور فاقوں کا شکار ہیں وہاں فاقوں کے خلاف جہاد کرنا ہے۔ آپ کو اس سے کوئی غرض نہیں کوئی دہریہ ہے یا مومن ہے، بندہ خدا کا ہے جو مصیبت میں مبتلا ہے۔ اور اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ تم میرے بندے ہو تو میرے بندوں کی خدمت کرو۔ پس جتنی توفیق ہے وہ کریں اور وہاں بھی ساتھ ساتھ دوسرا پہلو یہ پیش نظر رکھیں کہ ان لوگوں کو اگر اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے کی کوشش ممکن ہے تو اس کو فوقیت دیں۔ انگلستان میں ایسی ایک تحریک چل رہی ہے اس میں بھی ہم حصہ لے سکتے ہیں۔ جہاں تک مجھے یاد ہے میں نے ہدایت کی تھی کہ میرے اور میرے سب بچوں کی طرف سے اس کا ممبر بن جانا چاہئے ہمیں۔ امید ہے مبارک ظفر صاحب نے جو میرے ذاتی اکاؤنٹس کو بھی سنبھال رہے ہیں انہوں نے اس پر عمل کیا ہوگا مگر اگر بھول گئے ہیں تو اب فوراً کریں۔ وہ سکیم یہ ہے کہ تین پاؤنڈ غالباً یا کچھ لگ بھگ رقم فی مہینہ دینی پڑتی ہے اور یہ جو انجمن بنی ہوئی ہے یہ غریب ملکوں میں پیسے نہیں بانٹتی، گندم نہیں بانٹتی بلکہ ان ذرائع کو مہیا کرتی ہے جن کے ذریعے وہ خود گندم پیدا کر سکیں۔ وہ ذرائع مہیا کرتی ہے جن کے ذریعہ وہ خود اپنے لئے پانی نکال سکیں زمین سے۔ وہ ذرائع مہیا کرتی ہے، وہ طریقے سکھاتی ہے جن کے ذریعے وہ اپنے لئے چاول پیدا کر سکیں۔ تو ایک بہت باعزت اور عظمت والی تحریک ہے اور میں اس سے بہت متاثر ہوں کیونکہ میرے نزدیک اسلام کی تعلیم کا ایک چھوٹا سا شوشہ ہے جو انہوں نے از خود اختیار کر لیا ہے کیونکہ اسلام یہی تعلیم دیتا ہے جیسا کہ میں آنحضرت ﷺ کے حوالے سے بارہا آپ کے سامنے یہ مضمون کھولتا چلا جا رہا ہوں۔

پس جماعت احمدیہ کو بھی اس قسم کی تحریکات کو اپنے اپنے ملکوں میں جاری کرنا چاہئے۔ جہاں غربت کو آپ کی ضرورت ہے، جہاں غربت کو اس طرح دور کیا جا سکتا ہے کہ وہ اپنے پاؤں پر کھڑی ہو جائے اور سب سے زیادہ دردناک حالت غربت کی قرآن کریم یہی بیان فرماتا ہے ﴿اطعام فی یوم ذی مسغبة. یتیماً ذا مقربة او مسکینا ذا متربة﴾۔ تو 'ذا متربہ' کی طرف توجہ کی ضرورت ہے۔ 'یتیماً ذا مقربة' سے مراد وہ ہیں جن کے اقرباء ہیں اور آپ سمجھتے ہیں کہ وہ ان کا خیال رکھ رہے ہونگے اور اقرباء خیال نہیں رکھ رہے۔ پس آپکو آگے بڑھ کر ان کے اقرباء بننا ہوگا اور 'ذی متربہ' وہ لوگ ہیں جن کی ٹانگیں جواب دے گئی ہیں، ان میں کھڑے ہونے کی طاقت ہی نہیں رہی، وہ مٹی میں مل گئے ہیں۔ نہ ان کی عزت کا کوئی خیال رہا ہے۔ وہ مجبور ہیں بھیک مانگنے پر اپنی بقاء کے لئے، وہ مجبور ہیں کہ لوگ ان پر رحم کریں ان کی جھولی میں کچھ ڈالیں۔ ان کا علاج یہ ہے کہ ان مٹی میں گرے پڑوں کو اٹھائیں اور اپنی ٹانگوں پر کھڑا کریں، ان کو ٹانگیں دیں۔

یہ وہ مضمون ہے جو اس دوسرے حصے میں میں آپ کے سامنے کھول رہا ہوں کہ یہ فیض بھی جماعت احمدیہ نے ضرور دینا ہے۔ جہاں جماعت احمدیہ براہ راست ان چیزوں میں حصہ نہیں لے سکتی وہاں اس قسم کی دوسری تحریکوں سے جیسا کہ انگلستان میں چل رہی ہے اور میں نے عرض کیا تھا جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے میں نے پیغام دے دیا تھا مبارک ظفر صاحب کو کہ مجھے اور میرے بچوں کو اس میں شامل کر لیں۔ جہاں دوسرے احمدی شامل ہو سکتے ہیں اپنے اپنے ملکوں میں وہ بے شک ان میں ہوں۔ کیونکہ اگرچہ یہ تحریک مسلمان نہیں ہے مگر کام وہ کر رہی ہے جو مسلمانوں کو کرنے چاہئیں۔ اور جہاں تک میں نے تحقیق کی ہے یہ اس ذریعے سے عیسائیت نہیں پھیلاتے کیونکہ صرف انسانی قدریں ہیں جن کے پیش نظر یہ کام کرتے ہیں۔ پس اس پہلو سے ان سے تعاون کرنا بھی عین قرآن کے مقاصد کے مطابق ہے۔ ﴿تعاونوا علی البر والتقوی﴾ میں اور کیا باتیں ہیں۔ نیکی کے معاملات میں جب ہم غیروں سے توقع رکھتے ہیں وہ ہم سے تعاون کریں تو ہم کیوں نہ ان سے تعاون کریں۔ اگر نہیں کریں گے تو یہ پھر ہم غیروں سے بھی توقع نہیں رکھ سکتے۔ تو انگلستان والے بھی اور دوسری جگہ بھی جن کو بھی توفیق ہے وہ ایسی تحریکوں میں بھی شامل ہوں جو خالصۃً للہ خدا کے بندوں کی خدمت کرنے والی تحریکیں ہیں۔ اور دوسرے ممالک میں جہاں جہاں بھی جماعت کو توفیق ہے وہ اس نوعیت کی تحریکیں بنائیں اور ایسے لوگ ملیں گے آپ کو بوڑھے وغیرہ جو دوسرے کاموں میں مصروف نہ ہوں ان کو الگ اس کام کے لئے کیا جا سکتا ہے۔ جگہ جگہ وہ ایسی تحریکات چلائیں جن میں صرف احمدی کا داخل ہونا ضروری نہیں ہے۔ یہ بات جو خاص طور پر آپ کو سمجھانے والی ہے کیونکہ اگر آپ نے اس کام کے لئے صرف احمدی ڈھونڈے اول تو آپ کی طاقت تھوڑی رہ جائے گی کیونکہ سارا ملک غریب پڑا ہے وہاں چند احمدی سارے ملک کی ضرورتیں کیسے پوری کریں گے اور اگر کریں گے بھی تو جماعت کی عالمی ضرورتوں پر اس کا بداثر پڑے گا جو اپنی جگہ بہت ہی اہم ہیں۔ خدا کے بندے کو ملانا یہ بندے کے زندہ رہنے سے زیادہ اہم ہے یعنی دنیا میں زندہ رہنے سے زیادہ اہم ہے۔ تو باقی عالمی تحریکات جو اسلام کے تقاضے پورے کر رہی ہیں ان کی گردن پر چھری پھیر کر مادی ضروریات کو پورا نہیں کرنا، ساتھ ساتھ پورا کرنا ہے۔ اس لئے اس کی میں آپ کو ترکیب سمجھا رہا ہوں کہ جہاں جہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے خصوصیت سے ملک نے شرافت دکھائی ہے اور احمدیت میں داخل ہو رہا ہے وہاں ان کی تکلیفیں دور کرنے میں ایک یہ قدم بھی اٹھائیں اور ایسی تحریکات جاری کریں جس میں اس ملک کے بڑے لوگ، صاحب حیثیت لوگ جن بے چاروں کو یہ نہیں پتہ کہ انہوں نے خرچ کیسے کرنا ہے اپنی دولت کو اور کیسے ابدی مزے حاصل کرنے ہیں آپ سربراہ بنیں، ان کو منظم کریں اور ان سے کہیں کہ تم آگے بڑھو اور خدمت کرو اپنے غریبوں کی اور یہ طریق ہو اس کا کہ ہر جگہ ان کو صاحب حیثیت بناؤ۔ وہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہوں تاکہ ہمیشہ ان کا ہاتھ تمہاری طرف نہ بڑھے بلکہ لوگوں کے ہاتھ ان کی طرف اٹھنے شروع ہو جائیں۔

یہ وہ جو مضمون ہے دوسرا پہلو یہ میں آپ کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں ساری دنیا میں جماعتوں کو اختیار کرنا چاہئے۔ براہ راست آپ کو اس سے فائدہ نہیں پہنچے گا لیکن بالواسطہ ایک فائدہ ضرور پہنچے گا اور ضرور پہنچتا ہے۔ کیونکہ یہ بندے جو باعزت بندے خدا کے بنتے ہیں جو آگے لوگوں کی ضرورتیں پوری کرتے ہیں یہ جب احمدی ہونگے تو آپ کے لئے بہت زیادہ مفید وجود بنیں گے۔ کوئی نسبت ہی نہیں ان میں اور ان لوگوں میں جو بھیڑ بکریوں کی طرح بعض دفعہ اپنے سرداروں کو احمدی ہوتا دیکھتے ہیں تو احمدی ہو جاتے ہیں ان کو سنبھالنا ضروری ہے۔ ان میں انسانی قدریں پیدا کرنا ضروری ہے، ان کی تربیت کرنا بڑا لمبا کام ہے۔

تو وہ کام جو بعد میں کرنا ہے ابھی یہیں کیوں نہیں شروع کر دیتے اور اس کام میں غیر آپ کا مددگار ہو سکتا ہے۔ چنانچہ انہی کاموں کی طرف اللہ تعالیٰ جب توجہ دلاتا ہے تو قرآن کریم میں آنحضرت ﷺ سے یہ اعلان کرواتا ہے ﴿قل یاھل الکتاب تعالوآ الی کلمة سوآء بیننا و بینکم﴾ کہ اے اہل کتاب!، اے یہودیو! آؤ ہم تمہیں قدر مشترک کی طرف بلاتے ہیں اور جس قدر مشترک کی طرف بلایا وہ توحید باری تعالیٰ ہے اور توحید ہی کے یہ تقاضے ہیں جو میں آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں۔ توحید باری تعالیٰ کی طرف بلائیں گے تو خدا کے بندوں کی طرف بلانا لازمی حصہ ہے ورنہ خدا اور بندوں کے درمیان توحید قائم ہو ہی نہیں سکتی۔ پہلے بندوں کو خدا کی توحید کی طرف بلائیں، ان کے دلوں کو خالص کریں اور اس توحید کے نام پر ان سے مدد مانگیں پھر ان کو سمجھائیں کہ اس توحید کا تقاضا ہے کہ جس نے کل عالم کے بندے پیدا کئے ان کا

A.S. BINNING
Import - Export, Textil - Großhandel
Inh.: Avtar Singh Binning
Lager
Frankenstraße 10 - 20097 Hamburg
(S-Bahn Hammerbrook)
Telefon 040 / 236 95 79 + 23 38 39
Fax 040 / 236 95 80 Tel. privat 040 / 299 53 34

C.K ALAVI
RABWAH WOOD INDUSTRIES
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOOD FURNITURE
MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM - 679339 (KERALA)

خیال پیدا کرنے والے کی وجہ سے کرو۔ ان کی خدمت اس لئے کرو کہ خدا نے ان کو پیدا کیا وہ ان کی ضرورتوں کو پورا کرنے والا ہے اور اس نے انسان کو اختیار بخش دیا ہے کہ چاہے تو کرے، چاہے تو نہ کرے۔ مگر اللہ اسی کا بنے گا جو ضرورتیں پوری کرے گا کیونکہ وہ خدا نہیں بن رہا۔

تو اس پہلو سے ان تحریکات میں مذہبی رنگ بھی دیں لیکن احمدیت کی طرف بلانے کی ضرورت ہی نہیں۔ اسلام انہی باتوں کی طرف بلا رہا ہے اور اسلام کا نام بھی نہیں لے گا ﴿قل یٰاھل الکتاب تعالوا الی کلمة سوآء بیننا و بینکم﴾ اے اہل کتاب ہم تمہیں اب اس لئے نہیں بلا رہے اپنی طرف کہ اپنے مذاہب کو ترک کر دو اور اسلام میں داخل ہو جاؤ۔ ہم اس لئے بلا رہے ہیں کہ اسلام کا اعلیٰ مقصد توحید کا قیام ہے اور تم بھی یہی دعویٰ کرتے ہو خواہ توحید کو قائم کر دیا نہ کرو تمہاری زبان کے دعوے یہی ہیں۔ یہودیت بھی توحید کا دعویٰ کرتی ہے اور عیسائیت بھی توحید کا دعویٰ کرتی ہے۔ آگے توحید کو پھاڑیں یہ الگ مسئلہ ہے۔ مگر قرآن کریم نے وہاں ہاتھ ڈالا جہاں مٹھی اکٹھی تھی۔ جب وہ مٹھی جھاڑو کے تنکے بن جاتی ہے تو پھر پھیل جاتی ہے تو اس کا سنبھالنا مشکل ہو جاتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ طریقہ سکھا دیا ہے ان قوموں کو اس نام پر جب آپ تحریک کریں گے کہ آؤ غریبوں کی خدمت میں ہم اکٹھے ہوتے ہیں تو یہاں خدائے واحد کا نام لینا نہ بھولیں ورنہ آپکی یہ محنتیں فائدہ تو دیں گی مگر اس فائدے کو زیادہ بہتر بھی تو بنایا جا سکتا ہے۔ ایک ہی چیز کی تھوڑے داموں میں زیادہ قیمت وصول کی جا سکتی ہے۔

تو اپنی ان کوششوں کے نتیجے میں ان کو بھی توحید کی طرف بلائیں اور ان سے جو کام لیں اس کے نتیجے میں جن پر یہ فیض جاری کریں ان کو بھی خدائے واحد کا حوالہ ضرور دیں کہ ہم جو تمہاری خاطر کام کر رہے ہیں اس لئے کہ تم اسی خدا کے بندے ہو جس کے سب دنیا والے بندے ہیں۔ اس لئے کہ وہ پسند کرتا ہے کہ تمہاری خدمت کی جائے۔ یہ احساس اگر آپ پیدا کر دیں تو یہ ساری تنظیمیں ایسی ہونگی جو دن بدن خدا کی طرف زیادہ توجہ دیں گی۔ عبادت میں ترقی کریں گی اور روحانیت میں ترقی کریں گی اور ان کا فیض وہ ہے جو آپ کی طرف سے پہنچے گا اور پھر آپ کو بھی پہنچے گا۔ یہ فیض کی عجیب بات ہوتی ہے۔ یہ لوٹ کر آیا کرتا ہے۔ ﴿هل جزاء الاحسان ا لا الاحسان﴾ قرآن کریم نے ایک ایک چھوٹی چھوٹی آیت میں عظیم الشان دائمی حکمتوں کے مضمون بیان فرما دیئے ہیں۔ یہ آیت ہمیں بتا رہی ہے تم فیض کرو گے فیض، فیض کی خاطر تو یہ خیال نہ کرنا کہ وہ ڈوب جائے گا، وہ لوٹ کر آئے گا۔ جس طرح تم شکر جب کرتے ہو تو میں بھی تو اس شکر کو لوٹاتا ہوں۔ میں نے انسان کی فطرت میں یہ بات رکھ دی ہے گویا خدا کہہ رہا ہے کہ اے میرے بندو یہ بات میں نے فطرت انسانی میں داخل کر دی ہے کہ تم جب ان سے احسان کا معاملہ کرتے ہو تو حقیقتاً ان کا دل بھی چاہتا ہے وہ تم سے احسان کا معاملہ کریں یعنی اس سے بھی بڑھ کر جو تم نے ان پر کیا اور اس طرح یہ سلسلے دراز ہوتے چلے جاتے ہیں۔

پس جو آئندہ دو تین ماہ باقی ہیں ان میں خصوصیت کے ساتھ ان نصیحتوں کی طرف متوجہ ہوں امیر ممالک بھی اور غریب ممالک بھی۔ اور اس سلسلے میں باقی باتیں آئندہ انشاء اللہ آپ سے اور بھی کروں گا لیکن اس وقت آپ کو خصوصیت سے متوجہ کر رہا ہوں کہ بقیہ دو سال میں آپ نے اپنی یہی کمائی کھانی ہے۔ جتنا زیادہ احسان کریں گے اتنا ہی آپ پر احسان ہو گا۔ جتنا زیادہ شکر کریں گے اتنا اللہ آپ پر شکر کرے گا اور کوئی دنیا کی طاقت آپ کے قدم روک نہیں سکتی۔ وہ مولوی بیچارے کیا چیز ہیں۔ ان کی حیثیت کیا ہے۔ بڑبولے ہمیں پھاڑتے پھاڑتے آپ پھٹنے شروع ہوئے۔ اتنا پھٹ رہے ہیں کہ حیرت ہوتی ہے۔ ہر تقسیم آگے پھر تقسیم ہو رہی ہے اور وہ جو دعائیں تھیں "اللهم مزقهم کل ممزق و سحقهم تسحيقا" آنکھوں کے سامنے دیکھ رہے ہیں اور اس کا کوئی علاج نہیں کر سکتے، پھٹتے چلے جا رہے ہیں۔ وہ ختم نبوت کی تنظیم جس نے اعلان کیا تھا کہ ہم اب لعنتیں ڈالیں گے وہ آپ پھٹ گئے یہاں۔ آگے ان کی مسجدیں پھٹ گئیں کہاں اکٹھے رہ سکیں گے۔ پس ان کا پھٹنا ہی آپکی توحید کا نشان بن رہا ہے یہ پھٹ رہے ہیں آپ نہیں پھٹ رہے اس لئے کہ آپ کا خدا کی توحید سے تعلق ہے۔ ایسے کڑے پر آپ نے ہاتھ ڈالا ہے کہ ﴿لا انفصام لها﴾ اس کا ٹوٹنا ممکن ہی نہیں ہے۔ پس اپنے نفس کی توحید کی حفاظت کریں اس توحید کو جاری کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ کو آگے سے آگے بڑھاتا چلا جائے گا اور اس تقدیر الٰہی میں کوئی تبدیلی نہیں دیکھیں گے۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

بشکریہ الفضل انٹرنیشنل لندن

STAR
☎ 543105
CHAPPALS
WHOLE SELLERS OF HIGH QUALITY LEATHER &
RUBBER CHAPPALS
105/661, OPP, BLOCK NO-7 FAHIMMABAD COLONY
KANPUR-1- PIN 208001

جلسہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے چاند بی بی صاحبہ کے مکان پر مورخہ ۳۔۷۔۹۷ کو زیر صدارت آفریدہ حمید سیکرٹری تبلیغ لجنہ اماء اللہ شاہجہانپور جلسہ سیرۃ النبیؐ منعقد کیا گیا۔

جلسہ کا آغاز حسب معمول تلاوت قرآن کریم سے کیا گیا حمد و ثناء کے بعد اجلاس کی غرض و غایت بیان کی گئی۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے پہلے مکہ کی حالت اور آپ کے آنے کی غرض بیان کی گئی۔ بہنوں نے نعتیں اور رسول پاک کی سیرت پاک بیان کی مختلف پہلوؤں پر مضامین پڑھے گئے۔ اجلاس کا ماحول بڑا ہی خوشگوار اور پر سکون تھا۔ تمام سامعین نے جلسہ بہت توجہ سے سنا۔ ناصرات نے بھی مضمون پڑھے۔

اجلاس میں ۲۳ غیر احمدی مستورات اور بچیاں شریک ہوئیں۔ ۳ ہندو بہنیں اور بچیاں بھی موجود تھیں۔ سب نے ہی کافی اچھا اثر لیا۔ آخر میں دُعا پر اجلاس کی کارروائی اختتام پذیر ہوئی۔ لجنہ و ناصرات کی طرف سے شیرینی تقسیم کی گئی۔ (آفریدہ حمید سیکرٹری تبلیغ لجنہ اماء اللہ شاہجہانپور)

۲۸/۴/۹۷ کو پانچ بجے نصرت گرلز سکول قادیان میں لجنہ اماء اللہ قادیان کے تحت جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم زیر صدارت محترمہ صادقہ خاتون صاحبہ نائب صدر لجنہ اماء اللہ بھارت منعقد ہوا۔ محترمہ ذکیہ قیصرہ صاحبہ کی تلاوت قرآن پاک کے بعد نظم کلام محمود سے "وہ قید نفسِ دُنی سے مجھے چھوڑائیں گے کب" محترمہ سہیلہ فرید صاحبہ نے خوش الحانی سے پڑھی۔ محترمہ شمیم بیگم صاحبہ سوز سکریٹری تربیت بھارت نے چند احادیث پڑھ کر سنائیں۔ اس کے بعد محترمہ قیصرہ عدن صاحبہ نے زیر عنوان "آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کامل عبد" تقریر کی۔ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات طبقہ نسواں پر" محترمہ قانتہ شملہ نے تقریر کی۔ اور محترمہ امۃ الجمیل صاحبہ آف ربوہ نے کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے نظم "ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے" خوش الحانی سے پڑھ کر سامعات کو محظوظ کیا۔

اس کے بعد محترمہ ندرت ریحانہ صاحبہ نے "آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مذہبی رواداری" تقریر کی۔ ناصرات الاحمدیہ کی تین بچیوں عزیزہ فائزہ کوکب۔ روزینہ شبنم۔ عزیزہ طاہرہ نصیر نے قصیدہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چند اشعار ترنم سے پڑھے۔ آخر میں محترمہ صدر جلسہ نے جلسہ کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ پر روشنی ڈالی اور آپ کی سیرت طیبہ کے مطابق اپنی زندگیاں گزارنے کی تلقین کی اور کثرت سے درود شریف پڑھنے کی طرف توجہ دلائی۔ دعا کے ساتھ جلسہ کی کارروائی اختتام پذیر ہوئی۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے کانپور میں جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم مورخہ ۱۷۔۸۔۹۷ بروز اتوار منایا گیا۔ تلاوت ساجدہ پروین صاحبہ نے کی اور نظم نیلم کوثر نے پڑھی اس کے بعد محترمہ وسیم جہاں صاحبہ نے کتاب سیرۃ النبیؐ سے کچھ حصہ پڑھ کر سنایا۔ اس کے بعد محترمہ شاہدہ پروین صاحبہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی انذاری و تبشیری پیشگوئیاں کے عنوان سے تقریر کی۔ محترمہ شبانہ پروین صاحبہ نے کتاب سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کچھ حصہ پڑھ کر سنایا۔ محترمہ شگفتہ ناز صاحبہ نے نظم پڑھی اور نیلم کوثر صاحبہ نے کتاب شان خاتم الانبیاء سے کچھ حصہ پڑھ کر سنایا۔ محترمہ شائقہ پروین صاحبہ نے سیرۃ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر تقریر کی اور محترمہ یاسمین آراء نے کلام خلیفۃ المسیح الرابع پڑھ کر سنایا۔ پھر صدر لجنہ نے دُعا کروائی اور جلسہ ختم ہوا۔

(صدر لجنہ امۃ الحفیظ سیکرٹری شگفتہ ناز)

خدا کے فضل و کرم سے امسال لجنہ اماء اللہ حیدر آباد کو جلسہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم منانے کی توفیق ملی۔ یہ جلسہ محترم عظم النساء بیگم صاحبہ صوبائی صدر لجنہ اماء اللہ آندھرا کی زیر صدارت ۳/ اگست کو منعقد کیا گیا محترمہ مبارکہ عزیز صاحبہ نے تلاوت کی محترمہ امۃ النعیم بشیر صاحبہ صدر لجنہ نے چند احادیث پیش کیں حمد باری تعالیٰ عزیزہ عشرت نے پیش کی۔ اس جلسہ میں مندرجہ ذیل ممبرات نے مختلف عناوین کے تحت تقریریں کیں۔

عزیزہ امۃ البصیر آفتاب نے ظہور قدسی اور عہد طفلی کے عنوان پر عزیزہ بشریٰ مبارکہ نے "انسان کامل اور محسن اعظم" کے عنوان پر محترمہ مریم عظیم صاحبہ نے "آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا ایک پہلو ذکر الٰہی" پر تقریر کی۔ محترمہ امۃ النصیر صاحبہ ناصر نے آنخضرت صلعم کے احسانات طبقہ نسوان کے عنوان سے تقریر کی۔

محترمہ منصورہ الہ دین نے حضرت مسیح موعودؑ کا آنخضرتؐ سے عشق پر تقریر کی۔ فرزانہ الیاس صاحبہ نے آنخضرتؐ کی سیرت طیبہ پر بعدہ محترمہ اعظم النساء صاحبہ صوبائی صدر لجنات نے صدارتی خطاب فرمایا اور دعا کروائی۔ اس جلسہ میں ۲۱۰ ممبرات کی حاضری تھی اللہ تعالیٰ ہمیں زیادہ سے زیادہ خدمات بجا لانے کی توفیق دے۔ (آمین) (امۃ النعیم بشیر صدر لجنہ اماء اللہ حیدر آباد)

مورخہ ۱۸۔۷۔۹۷ کو بعد نماز مغرب و عشاء مسجد احمدیہ میں محترم ایم کے عبد العزیز صاحب صدر جماعت کی زیر صدارت جلسہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد ہوا جس میں صدر مجلس محترم پی ٹی محمد علی صاحب۔ محترم وی ٹی بشیر احمد اور خاکسار ایچ عبد الرحمٰن نے آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کے مختلف پہلوؤں و سوانح پر روشنی ڈالی۔

(سی ایچ عبد الرحمٰن معلم وقف جدید)

اسلام میں ارتداد کی سزا کی حقیقت

خطاب سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفة المسیح الرابع ایده الله تعالیٰ بنصره العزیز
برموقع جلسه سالانه یوکے ۱۹۸۶ء

قسط دوم

مودودی صاحب کی اختراع کردہ تعریف

یہ تعریفیں اپنی جگہ۔ مولانا مودودی نے ایک الگ تعریف پیش کی ہے۔ اس تعریف کی تفصیل تو نہیں بتائی لیکن اس کا اطلاق کر کے دکھادیا ہے۔ میں اس کا نمونہ بھی آپ کے سامنے رکھنا چاہتاہوں تا آپ دیکھیں کہ اگر مولانا مودودی کی تعریف کی رو سے آج پاکستان کے مسلمانوں کے چہرے دیکھے جائیں توان پر مسلمان لکھاہوانظر آئے گایاکافر لکھاہوانظر آئے گا؟ چونکہ موجودہ حکومت کا یہ دور مودودی نواز دور ہے اور مودودی اور وہابی طرز خیال کے علماء اس حکومت پر قبضہ کئے ہوئے ہیں اس لئے ضروری ہے کہ مودودی تعریف کو اس وقت آپ کے سامنے پیش کیا جائے۔ "مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش" حصہ سوم میں مودودی صاحب فرماتے ہیں:

"یہ انبوہ عظیم جس کو مسلمان کہا جاتاہے اس کا حال یہ ہے کہ اس کے ۹۹۹ فی ہزار افراد نہ اسلام کا علم رکھتے ہیں نہ حق وباطل کی تمیز سے آشنا ہیں۔ نہ ان کا اخلاقی نقطہ نظر اور ذہنی رویہ اسلام کے مطابق تبدیل ہوا ہے۔ باپ سے بیٹے اور بیٹے سے پوتے کو بس مسلمان کا نام ملتا چلا آرہاہے، اس لئے یہ مسلمان ہیں۔ نہ انہوں نے حق کو حق جان کر اسے قبول کیاہے، نہ باطل کو باطل جان کر اسے ترک کیاہے۔ ان کی کثرت رائے کے ہاتھ میں باگیں دے کر اگر کوئی شخص یہ امید رکھتاہے کہ گاڑی، اسلام کے راستے پر چلے گی تو اس کی خوش فہمی قابل داد ہے"۔

(مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش۔ بار ششم ، اچھرہ لاہور۔ مکتبہ جماعت اسلامی حصہ سوم صفحہ ۱۰۵، ۱۰۶)

۱۹۷۴ء میں جو واقعہ ہوا جو تعریف اسلام کی تعریف سمجھی گئی وہ انہی لوگوں کے ہاتھوں میں اسلام کی باگیں دینے کے نتیجے میں پیدا ہوئی ہے۔

اس پر کوئی یہ خیال کر سکتاہے کہ مودودی صاحب کا خیال یہ تھا کہ عامة الناس اگر اکٹھے ہو کر فیصلہ دیں گے تو اس کی کوئی حیثیت نہیں ہوگی۔ ہو سکتاہے کہ مودودی صاحب کے ذہن میں یہ بات ہو کہ بڑے بڑے چوٹی کے علماء یہ حق رکھتے ہیں، اور وہ اسلام فہم اور اسلامی ذوق رکھنے کی بناء پر مستند ہو جاتے ہیں اس لئے چونکہ اس فیصلے میں اس قسم کے علماء بھی شامل تھے اس لئے اس کی حیثیت اور ہے یا ہو سکتاہے کہ کوئی یہ خیال کرے کہ عامة الناس کی بات تو رد کی جائے گی کیونکہ اس قسم کے عامة الناس ہیں جیسے مودودی صاحب نے بیان فرمائے ہیں لیکن ان کی منتخب نمائندہ اسمبلی کو تو بہر حال یہ حق حاصل ہونا چاہئے، ان پر یہ فتویٰ جاری نہیں کیا جا سکتا۔ تو ان دونوں باتوں کا جواب میں اپنے الفاظ میں دینے کی بجائے مولانا مودودی کے الفاظ ہی میں دیتاہوں۔ پہلی بات کا جواب وہ یہ دیتے ہیں

"خواہ مغربی تعلیم وتربیت پائے ہوئے سیاسی لیڈر ہوں یا علماء دین ومفتیان شرع مبین (وہاں یہ دو ہی قسم کے لوگ تھے اس اسمبلی میں جس نے وہ تعریف منظور کی جس کی رو سے جماعت احمدیہ خارج از اسلام کہلاتی ہے۔ ناقل) دونوں قسم کے راہنما اپنے نظریہ اور اپنی پالیسی کے لحاظ سے یکساں گم کردہ راہ ہیں۔ دونوں راہ حق سے ہٹ کر تاریکیوں میں بھٹک رہے ہیں...... ان میں سے کسی کی نظر بھی مسلمان کی نظر نہیں"۔

(مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش۔ صفحہ ۷۷، ۷۸)

جہاں تک اس وہم کا تعلق ہے کہ خواہ کیسے ہی ہوں جب ان کو جمہوری قوت حاصل ہو جائے اور جمہور کی نمائندگی حاصل ہو جائے تو پھر ان کے فتوے لازماً چلنے چاہئیں۔ پھر ان کی تعریف لازماً قابل قبول ہونی چاہئے۔ تو اس کا جواب بھی مودودی صاحب کی زبان ہی میں آپ کو دیتا ہوں۔ فرماتے ہیں:

"جمہوری انتخاب کی مثال بالکل ایسی ہی ہے جیسے دودھ کو بلو کر مکھن نکالا جاتاہے۔ (کیسی عمدہ مثال دی ہے۔ اس سے تو انکار نہیں۔ نہایت خوبصورت مثال ہے۔ مگر اس سے نتیجہ کیا نکلتاہے۔ ناقل) اگر دودھ زہریلا ہو تو اس سے جو مکھن نکلے گا قدرتی بات ہے کہ وہ دودھ سے زیادہ زہریلا ہوگا۔ ...... پس جو لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ اگر مسلم اکثریت کے علاقے ہندو اکثریت کے تسلط سے آزاد ہو جائیں اور یہاں جمہوری نظام قائم ہو جائے تو اس طرح حکومت الٰہی قائم ہو جائے گی، ان کا گمان غلط ہے۔ دراصل اس کے نتیجے میں جو کچھ حاصل ہوگا وہ صرف مسلمانوں کی کافرانہ حکومت ہوگی"۔

(گزشتہ حوالہ صفحہ ۱۰۷، ۱۰۸)

یہ کل کی باتیں ہیں۔ آج کی باتیں کچھ اور ہو رہی ہیں۔ کیا دین اسلام اس طرح اپنے رنگ بدلا کرتا ہے؟ کیا کوئی بھی حق کی بات اس طرح پینترے بدل کر، مختلف شکلیں اختیار کیا کرتی ہے؟ پھر فرماتے ہیں:

"یہاں جس قوم کا نام مسلمان ہے وہ ہر قسم کے رطب ویابس سے بھری ہوئی ہے۔ کیریکٹر کے اعتبار سے جتنے ٹائپ کافروں میں پائے جاتے ہیں اتنے ہی اس قوم میں بھی موجود ہیں"۔ (سابقہ حوالہ)

ارتداد کی تعریف

اب میں ارتداد کی تعریف کی طرف توجہ کرتا ہوں۔ علامہ راغب اپنی کتاب "المفردات" میں لکھتے ہیں:

" الارتداد والردة: الرجوع فی الطریق الذی جاء منه ، لکن الردة تختص بالکفر ، والارتداد یستعمل فیه و فی غیره . قال تعالیٰ: ان الذین ارتدوا علی ادبارهم. و قال: یاایهاالذین آمنوا من یرتد منکم عن دینه. و هو الرجوع من الاسلام الی الکفر ......"

(حسین بن محمد المعروف بالراغب الاصفہانی۔ المفردات زیر لفظ "رد")

یعنی ارتداد اور ردة کے معنی ہیں اس راستے کی طرف واپس چلے جانا جس راستے سے کوئی آیا ہو۔ لیکن ردہ کا لفظ کفر کی طرف واپس جانے سے مختص ہے اور ارتداد کا لفظ کفر کی طرف لوٹنے یا کسی اور امر کی طرف لوٹنے کے لئے مشترک ہے۔ جیسے قرآن کریم میں فرمایا: ﴿ان الذین ارتدوا علی ادبارهم﴾۔ نیز فرمایا: ﴿یا ایها الذین آمنوا من یرتد منکم عن دینه﴾۔ یہ دوسری آیت اسلام سے کفر کی طرف لوٹنے کے معنوں میں آئی ہے۔

عظیم حکمت الٰہی

"ارتداد" ایک ایسا لفظ ہے جو محض لازم استعمال ہوتا ہے اور متعدی استعمال ہو ہی نہیں سکتا۔ یعنی مرتد صرف اس کو کہتے ہیں جو خود اعلان کرے کہ میں باہر جارہا ہوں۔ عربی قواعد کی رو سے یہ اجازت ہی نہیں کہ کوئی دوسرا اس کو مرتد کہہ کر باہر نکال دے۔ مرتد کی اپنی مرضی اس میں شامل ہے۔ ایسا حیرت انگیز لفظ خدا تعالیٰ نے چنا ہے ارتداد کے اظہار کے لئے کہ دوسرے کے دخل سے ہر مسلمان کو آزاد کرتاہے۔ چنانچہ قرآن کریم نے بھی ایسی ہی تعریف فرمائی۔ فرمایا:

﴿قل الحق من ربکم . فمن شآء فلیومن و من شآء فلیکفر......﴾ (الکہف: ۳۰)

کہ دیکھو! تمہارے رب کی طرف سے حق آچکا ہے اب ہر شخص کا اختیار ہے۔ چاہے تو ایمان لائے اور چاہے تو کفر اختیار کرے۔

کسی کو کسی کی تکفیر کا حق نہیں

اور چاہنے کا تعلق دل سے ہے۔ کہیں قرآن کریم نے اجازت نہیں دی کہ چاہو تو فلاں کو مومن قرار دے دو اور چاہو تو فلاں کو کافر قرار دے دو، بلکہ ہر شخص کا اپنا حق رکھا اور اس اعلان کی اجازت دی۔ اب اس اعلان میں کسی جبر کی گنجائش ہی باقی نہیں رہتی کہ ﴿من شآء فلیومن و من شآء فلیکفر﴾۔ اگر ارتداد کی سزا قتل ہے یا کفر کی سزا قتل ہے تو ﴿من شآء﴾ کے کیا معنی رہ جاتے ہیں؟ اپنی مرضی کو ہر شخص خود بنا سکتاہے۔ پس اگر کسی سے پوچھا جائے کہ تم کافر ہوتے ہو یا مومن رہتے ہو اور وہ کہہ دے کہ میں مومن ہوں، میں مسلمان ہوں، تو چونکہ "شآء" کا تعلق دل سے ہے اس لئے کسی اور کو قرآن اجازت ہی نہیں دیتا کہ اس کے دل کی بات وہ بیان کرے۔

نظریہ قتل مرتد قرآن کریم کی روشنی میں

اسلام جس شاندار مذہبی آزادی کی تعلیم دیتاہے اس کے متعلق چند آیات آپ کے سامنے رکھنے کے بعد میں ان دلائل کی طرف متوجہ ہونگا جو قتل مرتد کے جواز میں علماء کی طرف سے پیش کئے جاتے ہیں۔

پہلی آیت

اللہ تعالیٰ فرماتاہے:

﴿لا اکراه فی الدین قد تبین الرشد من الغی فمن یکفر بالطاغوت و یومن بالله فقد استمسك بالعروة الوثقیٰ لا انفصام لها. والله سمیع علیم﴾ (سورہ البقرہ: ۲۵۷)

کہ دیکھو! دین کے معاملے میں کسی قسم کا جبر جائز نہیں اور اس کی ضرورت ہی نہیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ ہدایت اور گمراہی کا فرق خوب ظاہر ہو چکاہے۔ قد تبین الرشد من الغی۔ پس جو شخص اپنی مرضی سے نیکی سے روکنے والے کی بات ماننے سے انکار کرے اور اللہ پر ایمان رکھے اس نے ایک مضبوط، قابل اعتماد چیز پر ہاتھ ڈال لیا جو ٹوٹنے کی نہیں، یا وہ ہاتھ اب اس چیز کو چھوڑنے والا نہیں۔

یہ ایک بہت ہی گہری حکمت کی بات پیش کرنے والی آیت ہے۔ یہاں بالکل برعکس مضمون بیان ہواہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ تمہیں حق ہے کہ لوگوں کو ارتداد اختیار کرنے سے روکو۔ فرمایا کسی کو حق نہیں ہے کہ تمہیں اپنا دین چھوڑنے پر مجبور کرے۔ فرمایا چونکہ حق ظاہر ہوگیاہے اور دین میں جبر نہیں ہے۔ تم تو جبر نہیں کروگے کیونکہ خدا کا تمہیں حکم مل چکاہے کہ دین میں کوئی جبر نہیں ہے۔ لیکن غیر کا جبر بھی نہیں چل سکتا، کیونکہ تم نے حق کو حق سمجھ کر قبول کیاہے، ایک مضبوط کڑے پر ہاتھ ڈال بیٹھے ہو۔ پس جو طاغوتی طاقتوں کا مقابلہ کرے گا اور ان کے دین میں لوٹنے۔ انکار کردے گا اور اللہ کے ایمان پر قائم رہے گا اس نے گویا ایک مضبوط کڑے پر ہاتھ ڈال دیا۔ "لا انفصام لها" اب یہ تعلق ٹوٹنے کا نہیں۔ یعنی جبر تمہارے خلاف استعمال ہوگا۔ لیکن ہم جانتے ہیں کہ تم ایسے روشن مقام پر فائز ہو کہ کسی طرح بھی اندھیروں کی طرف لوٹ جانے والے نہیں۔

دوسری آیت

﴿و اطیعوا الله و اطیعوا الرسول و احذروا. فان تولیتم فاعلموا انما علیٰ رسولنا البلٰغ المبین﴾ (سورہ المائدہ: ۹۳)

کہ تم اللہ کی بھی اطاعت کرو اور رسول کی بھی اطاعت کرو اور ہوشیار رہو۔ اگر اس تنبیہ کے باوجود بھی تم پھر گئے تو جان لو کہ ہمارے رسول کے ذمہ تو صرف کھول کر بات پہنچا دینا ہے۔ (قتل کرنا نہیں)۔

اگر مرتد کی سزا قتل ہوتی تو اس کا تو فوری جواب یہ ہونا چاہئے تھا کہ ہم نے خوب بات کھول دی ہے۔ اتنی بات کھولنے کے باوجود اگر تم اس دین سے پھر گئے تو یاد رکھو تلوار تمہارا جواب ہے۔ اور تمہاری گردن کاٹی جائے گی۔

تیسری آیت

پھر اللہ تعالیٰ فرماتاہے کہ سکیم آف تھنگز (Scheme of Things) یہ نہیں ہے۔ خدا نے دین کا نقشہ بناتے وقت اس میں جبر کو کبھی داخل ہی نہیں ہونے دیا۔ کائنات کی جو تصویر اس کامل مصور نے کھینچی ہے اس میں تو دین اور جبر کا کوئی علاقہ اس نے قائم ہی نہیں ہونے دیا۔ فرمایا:

﴿ولو شآء ربك لآمن من فی الارض کلهم جمیعا. افانت تکره الناس حتی یکونوا مومنین﴾ (سورہ یونس: ۱۰۰)

کہ دیکھو! اگر اللہ چاہتا کہ مومنوں کی تعداد بڑھ جائے، سارے لوگ ایمان لے آئیں تو اس کا چاہنا ہی کافی تھا اور تمام کے تمام بنی نوع انسان فوراً خدا کی چاہت کے ساتھ ہی ایمان لے آتے۔ جب اللہ نے ایسا نہیں چاہا" افانت تکره

"الناس" تو اے محمدؐ! کیا تو مجبور کرے گا لوگوں کو وہ ایمان لے آئیں۔

دو اہم اعلان

اس میں دو اعلان ہیں۔ ایک یہ کہ آنحضرت ﷺ سے ہمیشہ کے لئے جبر کے الزام کی نفی فرمادی گئی، کیونکہ محمد مصطفیٰ کا چاہنا تو وہی تھا جو خدا کا چاہنا تھا۔ آپ کا کلام خدا کا کلام تھا۔ آپؐ خدا کی منشا کے تابع بات کرتے تھے۔ ﴿قل ان صلوتی و نسکی و محیای و مماتی لله رب العالمین﴾۔ یہ ایک ہی نبی ہے جسے خدا نے بنی نوع انسان کے سامنے یہ اعلان کرنے کی اجازت دی کہ میری ساری قربانیاں، میری تو زندگی اور موت کلیۃً خدائے رب العالمین کی ہو چکی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جب یہ فرمایا کہ اے محمدؐ! میں تجھے بتاتا ہوں کہ میرا منشاء ہے کہ دین میں آزادی ہو اور کسی کو زبردستی مومن نہ بنایا جائے تو "افانت تکرہ الناس" کا کلمہ کسی ناراضگی کا کلمہ نہیں بلکہ پیار کا کلمہ ہے۔ ہم خوب جانتے ہیں کہ تو اب ایسی بات کر نہیں سکتا، کیونکہ تجھے ہمارا منشاء معلوم ہو چکا ہے۔

اور دوسری طرف تمام ان مسلمانوں کے لئے جو بعد کی نسلوں میں آنے والے تھے یہ اعلان تھا کہ اب اگر تم نے دین میں جبر کے عقیدے کی اشاعت کی اور اس کی تلقین کی تو یاد رکھو کہ اللہ اور محمد مصطفیٰ ﷺ کے واضح منشاء کے خلاف ایسا کرو گے۔ اس کے مطابق کبھی ایسا نہیں کرو گے۔

چوتھی آیت

فذکر انما انت مذکر. لست علیهم بمصیطر. الا من تولیٰ و کفر. فیعذبه الله العذاب الاکبر۔

(سورہ الغاشیہ ۲۲تا۲۵)

کہ اے محمدؐ! تو نصیحت کرنے والا ہے۔ پس نصیحت کرتا چلا جا۔ تو ان لوگوں پر داروغہ مقرر نہیں ہے۔ یعنی اگر کوئی ایمان لایا تو جس طرح داروغے کی حفاظت میں چیزیں دی جاتی ہیں اور کوئی چیز ضائع ہو جائے تو اس کی جواب طلبی ہوتی ہے، ہم ہرگز تیری جواب طلبی نہیں کریں گے۔ یہاں "داروغہ نہیں ہے" کا مطلب یہ ہے کہ اگرچہ ہم نے تمام بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے تجھے مقرر فرمایا ہے لیکن جبر کے اختیار کو تم سے چھین لیا ہے۔ تو نصیحت کرتا چلا جا۔ اور نہ ماننے والوں کا معاملہ ہمارے ذمہ ہے۔ جو انکار کرے گا، کفر کرے گا تو اس کے لئے عذاب اکبر ہے لیکن جہاں تک تیری ذات کا تعلق ہے تجھ سے ہرگز ان لوگوں کے بارہ میں نہیں پوچھا جائے گا جو انکار کر رہے ہیں۔

علماء کے مزعومہ قرآنی دلائل

اب میں آپ کے سامنے علماء کے چند دلائل پیش کرتا ہوں جو انہوں نے اپنے زعم میں قرآن کریم سے نکال کر نص صریح کے طور پر اپنے عقیدے کی تائید میں پیش کئے ہیں۔

علماء کی پہلی دلیل:

پہلی مزعومہ و مبینہ قرآنی دلیل جو علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی نے پیش کی ہے ان کی ایک ہی دلیل ہے۔ اپنے رسالہ "الشہاب" میں اپنے استدلال کی بنیاد اس آیت پر رکھتے ہیں:

﴿و اذ قال موسیٰ لقومه انکم ظلمتم انفسکم باتخاذکم العجل فتوبوا الی بارئکم فاقتلوا انفسکم ذالکم خیر لکم عند بارئکم فتاب علیکم انه هو التواب الرحیم﴾ (البقرہ: ۵۵)

یعنی اے قوم بنی اسرائیل! تو نے بچھڑے کو معبود بنا کر اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ تم اب خدا کی طرف رجوع کرو۔ پھر اپنے آدمیوں کو قتل کرو۔

اس آیت کا یہ ترجمہ کرکے اس کو قتل مرتد کے عقیدے کی تائید میں پیش کرتے ہوئے یہ تمہید باندھتے ہیں:

"یوں تو قرآن کریم کی بہت سی آیات ہیں جو مرتد کے قتل پر دلالت کرتی ہیں لیکن ایک واقعہ جماعت مرتدین کے بحکم خدا قتل کئے جانے کا ایسی تصریح اور ایضاح کے ساتھ قرآن میں مذکور ہے کہ خدا سے ڈرنے والوں کے لئے اس میں تاویل کی ذرہ گنجائش نہیں"۔

گویا جو آیتیں میں نے تلاوت کرکے آپ کو سنائی ہیں ان میں (نعوذباللہ من ذالک) خدا سے ڈرنے والوں کے لئے بہت گنجائشیں موجود ہیں، لیکن اس واقعہ میں کوئی گنجائش نہیں رہی۔

"نہ وہاں محاربہ ہے، نہ قطع طریق، نہ کوئی دوسرا جرم۔ صرف ارتداد اور تنہا ارتداد ہی وہ جرم ہے جس پر حق تعالیٰ نے ان کے بے دریغ قتل کا حکم دیا ہے"۔

یعنی آنحضرت ﷺ کے زمانے کا کوئی واقعہ ان کو نہیں ملتا۔ نہ ان کے نزدیک قرآن کریم بیان کرتا ہے۔ حضرت موسیٰ کی قوم کا ایک واقعہ ہے جو قرآن نے بیان کیا ہے اس پر یہ قتل بر مرتد کے عقیدے کی بناء باندھ رہے ہیں اور لکھتے ہیں

"فاقتلوا انفسکم" میں "انفسکم" کے معنے وہ ہی ہیں جو "ثم انتم ھؤلاء تقتلون انفسکم" میں ہیں۔ اور قتل کو اپنے اصلی اور حقیقی معنے پر (جو ہر طرح قتل کو خواہ لوہے سے ہو یا پتھر سے شامل ہے) پھیرنے کی کوئی وجہ موجود نہیں...... اس حکم کا نتیجہ جیسا کہ ایک روایت میں ہے یہ ہوا کہ کئی ہزار آدمی جرم ارتداد میں خدا کے حکم سے موسیٰ علیہ السلام کے سامنے قتل کئے گئے اور صورت حال یہ ہوئی کہ قوم میں سے جن لوگوں نے بچھڑے کو نہیں پوجا تھا ان میں سے ہر ایک نے اپنے اس عزیز و قریب کو جس نے گوسالہ پرستی کی تھی اپنے ہاتھ سے قتل کیا"۔

اس کی انہوں نے دلیل نہیں دی۔ میں آگے چل کر جب آیت پر بحث کروں گا تو آپ حیران ہوں گے کہ کس طرح انہوں نے آیت کے مضمون سے کھلا کھلا انحراف کیا ہے۔

"یہ واضح رہے کہ یہ مقتولین سزا قتل دیے جانے سے قبل ایک طرح کی توبہ بھی کر رہے تھے .... لیکن اس توبہ نے بھی ان کو دنیا کی عقوبت سے نہیں بچایا...... کہا جا سکتا ہے کہ یہ واقعہ موسوی شریعت کا ہے۔ امت محمدیہ کے حق میں اس سے تمسک نہیں کیا جا سکتا لیکن آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ پہلی امتوں کو جن شرائع اور احکام کی ہدایت کی گئی ہے۔ اور قرآن نے ان کو نقل کیا ہے وہ ہمارے حق میں بھی معتبر ہیں۔ اور ان کی اقتداء کرنے کا امر ہم کو بھی ہے، جب تک کہ خاص طور پر ہمارے پیغمبر یا ہماری کتاب اس حکم سے علیحدہ نہ کر دیں .... پس اسی قاعدہ سے بنی اسرائیل کے مرتدین کو قتل کئے جانے کے حکم میں بھی تعلیم ہم ہی مسلمانوں کی ہو گی"۔

(مولوی شبیر احمد عثمانی- الشہاب لرجم الخاطف المرتاب- قاسمی پریس دیوبند، انڈیا- ناشر مولوی محمد طیب و مولوی محمد طاہر- صفحہ ۱۵ تا ۱۹)

مسخ حقائق

یہ جو دعویٰ کیا ہے کہ قرون خالیہ کے جن احکام و شرائع کا قرآن کریم میں ذکر ملتا ہے، جب تک قرآن کریم ان پر عمل سے کھلے طور پر منع نہ فرمادے اس وقت تک وہ ہماری شریعت کا حصہ بن جاتے ہیں، بالکل غلط اور بے بنیاد بات ہے۔ ایک تاریخی حقیقت کو توڑ مروڑ کر پیش کیا گیا ہے۔ اور وہ حقیقت یہ ہے کہ جب تک قرآن کریم کی تعلیم مکمل نہیں ہوئی تھی، جب تک شریعت اپنی پوری شکل میں نازل نہیں ہوئی تھی اس وقت تک آنحضرت ﷺ کا یہ دستور تھا کہ اگر قرآن میں کسی خاص مسئلے کے متعلق کوئی حکم نازل نہ ہوا ہو تو گزشتہ کتب سے نظیر پکڑا کرتے تھے۔

(مسلم کتاب الفضائل، باب فی سدل النبی ﷺ شعرہ)

اور جن امور کے بارہ میں قرآن کریم میں نص صریح نازل ہو چکی ہو ان میں ہرگز کبھی ایک دفعہ بھی آنحضرت ﷺ نے امت مسلمہ کے لئے گزشتہ کتب سے کوئی نظیر نہیں پکڑی۔ قتل مرتد کا کوئی ذکر قرآن کریم میں، مرتد کے ذکر کے باوجود بھی موجود نہیں۔ مرتد کے بارہ میں تفصیلی تعلیمات موجود ہیں۔ بکثرت ذکر موجود ہے۔ جب قرآن نے مرتد کے موضوع پر لب کشائی فرمائی اور قتل کا ذکر نہ فرمایا تو یہ استدلال نہایت کج استدلال ہے کہ قرون خالیہ میں کسی واقعہ کا ذکر موجود ہے اور اس کا انکار نہیں کیا گیا اس لئے ہم اس سے نظیر پکڑتے ہوئے اسے شریعت کا حصہ بنا لیں گے اور یہ ہم پر فرض ہے۔ یہ بات بالکل غلط ہے۔ سنت کے بالکل خلاف ہے۔ ہمیشہ بلا استثناء جب کسی موضوع پر حکم نہیں ملتا تھا اس وقت آنحضرت ﷺ پرانی امتوں یعنی تورات کی تتبع کیا کرتے تھے۔ جب اس موضوع پر حکم آجاتا تھا تو ہرگز اس کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے تھے۔

اور اب دوسرے استدلال کا قصہ سنئے اور دیکھئے کہ مرتد کی سزا کا موضوع ہے بھی کہ نہیں۔ عثمانی صاحب درج ذیل آیت کریمہ پیش کرتے ہیں: ﴿ولما سقط فی ایدیھم و راوا انھم قد ضلوا قالوا لئن لم یرحمنا ربنا و یغفرلنا لنکونن من الخاسرین﴾۔ (الاعراف: ۱۵۰)۔ یعنی جب وہ معاملہ ان کے ہاتھ سے جاتا رہا اور انہوں نے خوب کھول کر یہ بات دیکھ لی کہ وہ گمراہ ہو گئے اور غلطی کی تھی تو انہوں نے کہا اگر خدا تعالیٰ ہم پر رحم نہ فرمائے اور ہماری بخشش نہ کرے یا ہم پر رحم نہ فرماتا اور ہماری بخشش نہ کرتا تو ہم یقیناً گھاٹا پانے والوں میں سے ہوتے۔ اور پھر استدلال فرماتے ہیں کہ:

"دیکھو! باوجود اس کے کہ انہوں نے توبہ کر لی، باوجود اس کے کہ ان کی مغفرت ہو گئی پھر بھی قتل کا حکم جاری فرمادیا"۔ (مجلہ الشہاب صفحہ ۱۸)۔

گویا مولوی صاحب کے نزدیک گھاٹا پانے والوں کی یہ تعریف ہے۔

حادثہ کے بارہ میں
قرآن میں مذکور تفاصیل

اب پورا واقعہ قرآن کریم کے پیش کردہ سیاق و سباق کی روشنی میں سنئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ولقد وٰعدنا موسیٰ اربعین لیلة ثم اتخذتم العجل من بعده و انتم ظلمون. ثم عفونا عنکم من بعد ذالک لعلکم تشکرون. و اذ اتینا موسیٰ الفرقان لعلکم تھتدون. و اذ قال موسیٰ لقومه یقوم انکم ظلمتم انفسکم باتخاذکم العجل فتوبو الی بارئکم فاقتلوا انفسکم ذالکم خیر لکم عند بارئکم فتاب علیکم. انه هو التواب الرحیم﴾۔ (البقرہ: ۵۵تا۵۲)۔

یعنی اس وقت کو یاد کرو جب ہم نے موسیٰ سے چالیس راتوں کا وعدہ کیا۔ پھر تم نے اس کے چلے جانے کے بعد ظالم بن کر بچھڑے کو معبود بنالیا۔ پھر ہم نے اس کے بعد بھی تمہیں معاف کر دیا تاکہ تم شکر گزار بنو۔

یہ معافی اور عفو کا سلوک مولوی عثمانی صاحب کے نزدیک یہ تھا کہ ایک طرف کہا کہ ہم تمہیں معاف کر رہے ہیں اور دوسری طرف سے قتل کا حکم دے دیا اور گویا وہ شکر ادا کرتے کرتے قتل ہو گئے کہ اے خدا! تیرے بڑے ہی ممنون ہیں۔ تو نے کمال معاف کر دیا۔ کسی انسان سے ایسا عفو ہم نے کبھی نہیں دیکھا۔ ایسی مغفرت کبھی سننے میں بھی نہیں آئی تھی کہ زبان سے عفو کا حکم جاری ہے اور اشارے یہ ہو رہے ہیں کہ ان کو قتل کرتے چلے جاؤ۔ اس سے بڑا عفو ممکن نہیں۔

پھر فرماتا ہے اور اس وقت کو بھی یاد کرو جب ہم نے موسیٰ کو کتاب یعنی تورات اور فرقان یعنی معجزات دیئے تاکہ تم ہدایت پاؤ اور اس وقت کو بھی یاد کرو جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم تم نے بچھڑے کو معبود بنا کر اپنی جانوں پر بہت ہی ظلم کیا ہے۔ پس اللہ سے توبہ کرو اور توبہ کے بعد اپنے نفسوں کو قتل کرو۔ یہ بات تمہارے پیدا کرنے والے کے نزدیک تمہارے حق میں بہت اچھی ہے۔ (جب تم نے ایسا کرلیا) تب اس نے تمہاری طرف فضل کے ساتھ پھر توجہ کی۔ وہ یقیناً اپنے بندوں کی طرف بہت توجہ کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

یہ آخری آیت وہ آیت ہے جس کا غلط ترجمہ کر کے آپ کے سامنے پیش کیا گیا ہے حالانکہ یہاں "فاقتلوا انفسکم" میں مذکور "انفسکم" وہی "انفسکم" ہیں جن کا ذکر "ظلمتم انفسکم" میں ہوا ہے۔ سو "فاقتلوا انفسکم" سے مراد یہ ہے کہ ظلم کرنے والا اپنے نفس کو قتل کرے۔ کہیں بھی ہرگز یہ نہیں لکھا کہ ایک دوسرے کو قتل کرو۔ بلکہ جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا ان کو مخاطب کر کے کہا جا رہا ہے کہ جن جانوں پر تم نے ظلم کیا ہے ان کو قتل کرو۔

"قتل نفس" کا مفہوم

اور قتل نفس کا یہاں مطلب عربی لغت کی رو سے واضح طور پر یہ ہے کہ گریہ وزاری اور Penance کے ذریعہ، توبہ و استغفار کے ذریعہ اپنے نفس امارہ کو کچلو۔ ایک ظلم تم نے کیا شرک کرکے۔ اب شرک کے اثر مٹانے کے لئے دوسرا ظلم یہ کرو کہ اپنے نفس کو توجہ دلاؤ، بار بار توبہ و استغفار کرو۔

علامہ شبیر عثمانی صاحب کو یہ واضح بات سمجھ نہیں آرہی کہ ایک ایسی بات کی ہے جس کا قرآن سے دور کا بھی تعلق نہیں۔ ان کو یہ بات تو سمجھ آگئی کہ جنہوں نے خود ظلم کیا ہے وہ اپنے آپ کو کس طرح قتل کریں گے؟ خودکشیاں کرلیں توبہ کے بعد؟ اس کا حل یہ بتایا کہ ان کو حکم یہ تھا کہ تم لوگوں میں سے جن لوگوں نے گناہ نہیں کیا وہ باقی ان سب کو قتل کر دیں جنہوں نے گناہ کیا ہے۔ یعنی جو اپنے دین پر قائم رہے وہ مرتدین کو قتل کر دیں۔ حالانکہ قرآن کریم مخاطب ہی ان کو کر رہا ہے جنہوں نے ظلم کیا تھا اور کہیں بھی کسی آیت میں بھی سارے مضمون میں جہاں جہاں بھی بیان ہوا ہے ان لوگوں کا کوئی ذکر ہی نہیں جنہوں نے گناہ

(باقی صفحہ ۱۱ کالم نمبر ۲ پر ملاحظہ فرمائیں)

بقیہ: اداریہ

راجکماری امرت کور اور بہت سے دوسرے لیڈروں کی خدمت میں بھی خطبہ جمعہ پہنچایا"۔
اس موقع پر شملہ میں اکٹھے ہونے والے تمام سیاسی لیڈروں کو نیک مشورہ دیتے ہوئے اخبار الفضل کے ایڈیٹر جناب غلام نبی صاحب نے ایک خوشی کا اظہار فرماتے ہوئے یوں اپنے جذبات کا اظہار فرمایا۔

"انگلستان اور ہندوستان میں صلح کی جو داغ بیل پڑ رہی ہے خوشی کی بات ہے کہ اس کے ابتدائی مراحل خوش اسلوبی سے طے ہو رہے ہیں۔ کانگریس نے ہز ایکسی لینسی وائسرائے ہند کی دعوت پر کانفرنس میں شامل ہونا منظور کر لیا ہے۔ جس پر مولانا ابوالکلام آزاد کانگریس کی طرف سے شریک ہوئے سکھوں نے بھی ماسٹر تارا سنگھ صاحب کی شمولیت کے متعلق پسندیدگی کا اظہار کیا اور مسٹر جناح نے مسلم لیگ کی طرف سے شمولیت منظور فرمائی ہے۔

......دونوں اطراف پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت تک کے آثار بہت اچھے ہیں کیونکہ ان سے ظاہر ہے کہ اس وقت دونوں فریق یعنی انگلستان اور ہندوستان آپس میں صلح کرنے اور کشیدگی پیدا کرنے والے اسباب کو دور کرنے کی اہمیت سمجھتے اور اس کیلئے کوشش کرنا ضروری خیال کرتے ہیں اور یہی وہ پہلی بنیاد ہے جس پر قوموں سے اتحاد کی عمارت تعمیر ہو سکتی ہے"۔ (روزنامہ الفضل قادیان ۲۶ر جون ۱۹۴۵ء)

اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور نے ۲۴ر جون ۱۹۴۵ء کی اشاعت میں لکھا۔

"حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب امام جماعت احمدیہ فرماتے ہیں کہ ---
ہندوستان کی نہایت ہی بد قسمتی ہوگی اگر اس نے اس پیشکش (لارڈ ویول پیشکش ناقل) کو رد کر دیا۔ ہندوستان کو اس پیشکش کے ذریعہ ۹۰ فیصدی حقوق مل رہے ہیں لیکن اگر وہ ان کو اس واسطے مسترد کر دیں کہ ہمیں باقی ۱۰ فیصدی بھی کیوں نہیں ملتے۔ تو ان کی سخت بے وقوفی ہوگی میں سمجھتا ہوں کہ وہ لیڈر نہیں ہوں گے جو چھوٹی چھوٹی باتوں کی وجہ سے ضد کر کے بیٹھ جائیں۔ اس پیشکش کو قبول کر لینا ہندوستان کو آزادی کے قریب تر لے آئے گا۔ (بحوالہ الفضل ۲۶ر جون ۱۹۴۵ء) (باقی) (منیر احمد خادم)

★ میرے والد مکرم محمد محی الدین غوری صاحب کے پاؤں میں اچانک گرنے سے فریکچر آگیا ہے ان کی کامل شفایابی کیلئے اور خاکسار کے کاروبار میں ترقی کیلئے درخواست دعا ہے۔ (اعانت بدر مبلغ ۱۰۰ روپے۔)
(محمد حفیظ غوری حیدر آبادی)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا کثرت سے پڑھیں۔

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔

طالبان دعا:-
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 بینٹو لین کلکتہ 700001
دکان- 248-1652, 248-5222
رہائش- 243-0794، 27-0471

ارشاد نبوی
خَیْرُ الزَّادِ التَّقْوٰے
سب سے بہتر زادِ راہ تقویٰ ہے
منجانب
رکن جماعت احمدیہ ممبئی

PRIME AUTO PARTS
HOUSE OF GENUINE SPARES
AMBASSADOR
&

MARUTI
P, 48 PRINCEP STREET
CALCUTTA- 700072 ☎ 26-3287

لولاك لما خلقت الافلاك

ترجمہ- (اے محمدؐ) اگر میں نے تجھے پیدا نہ کرنا ہوتا تو یہ زمین و آسمان بھی پیدا نہ کرتا۔ (حدیث قدسی)

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے

منجانب
محتاج دعا- جماعت احمدیہ اتر پردیش

بقیہ: صفحہ ۱۰

نہیں کیا تھا۔ ان کو کہیں نہیں فرمایا کہ تم قتل کرو۔

قرآن اور تورات کے بیانات میں تضاد

مولوی عثمانی صاحب کو زیادہ سے زیادہ ہم یہ حق دے سکتے ہیں کہ انہوں نے بائبل سے اس واقعہ کی تفصیل معلوم کی ہوگی۔ لیکن اگر بائبل سے تفصیل معلوم کرتے تو پھر بھی یہ کہانی نہ بنتی۔ کیونکہ بائبل تو اس بارہ میں قرآن سے بڑا واضح اور شدید اختلاف کر رہی ہے۔ اس اختلاف کے بعد بائبل کی یہ روایت مسلمانوں کے لئے قابل اعتماد نہیں رہتی کیونکہ بائبل میں تو یہ لکھا ہے کہ گناہ سب نے کیا تھا لیکن وہ گناہ کروانے والا سامری نہیں تھا بلکہ موسیٰ کا بھائی ہارون تھا۔ ہارون نے خود وہ شرک کا طریق ایجاد کیا اور موسیٰ کو یہ جواب دیا کہ میں تو مجبور ہو گیا تھا۔ ساری قوم مجھ پہ غالب آگئی تھی۔ کوئی نیک ان میں نہیں رہے تھے۔ مجھے یہ ترکیب سوجھی کہ میں نے ان کے زیور اکٹھے کئے اور ان کو آگ میں جھونک دیا اور اس آگ سے یہ بچھڑا نکل آیا۔ اس پر بائبل کے بیان کے مطابق حضرت موسیٰ نے نعوذ باللہ من ذالک یہ انصاف جاری کیا کہ بنی لاوی کو جو ان کا اپنا خاندان تھا بلایا کہ اگر تم میرے ساتھ وفادار ہو تو ادھر آجاؤ۔ باوجود اس کے کہ وہ اس جرم کے بانی مبانی تھے، ان کو بلایا اور حکم دیا کہ باقیوں کو قتل کر دو۔ اس طرح تین ہزار آدمی اس دن مارے گئے۔

(عہد نامہ قدیم، خروج باب ۳۲ آیات ۲ تا ۲۸)

یہ ہے قتل مرتد کی عثمانی دلیل جس کو قرآنی دلیل کے طور پر استعمال کیا جارہا ہے۔

یہود کی توبہ قبول ہوئی

جہاں تک قرآن کا تعلق ہے قرآن اس بات کو یوں کھلا کھلا رد کر رہا ہے کہ کوئی انسان جس میں تقویٰ کا شائبہ بھی ہو اس بات کے بعد مرتد کی سزا قتل کا جواز یہاں سے نہیں نکال سکتا۔ کیونکہ قرآن کریم کے نزدیک اس واقعہ، اس ظلم کا بانی مبانی سامری تھا مگر سامری کے قتل کا بھی حکم نہیں دیا گیا۔ جو لیڈر تھا اس کو یہ سزا ملی کہ ﴿ان لك فى الحيوٰة ان تقول لامساس﴾ (طٰہٰ: ۹۸)۔ ساری عمر تجھے "لامساس" کہنا ہے۔ تیرا بائیکاٹ ہو گیا تجھے ایسی بیماری پڑے گی جس سے تیرا بدن مکروہ ہو جائے گا۔ تو ہمیشہ کہتا رہے گا کہ میرے پاس نہ آؤ۔ مجھے ٹچ (Touch) نہ کرو۔ مجھ سے دور رہو۔ میں پلید انسان ہوں۔ قتل کا حکم تو کہیں نہیں دیا گیا۔

اور پھر مسلسل ہر جگہ جہاں جہاں اس قصہ کا ذکر ہے قرآن کریم کھول کھول کر بیان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے توبہ کو قبول فرما لیا۔ نہ صرف یہ کہ تم نے توبہ کی، فرماتا ہے ہم نے تو اس توبہ کو قبول فرما لیا۔ اور یہ ہمارا احسان ہے جو ہم تمہیں یاد کرواتے ہیں۔ چنانچہ فرماتا ہے۔ ﴿فتوبوا الىٰ بارئكم فاقتلوا انفسكم ذالكم خير لكم عند بارئكم، فتاب عليكم، انه هو التواب الرحيم﴾۔ (البقرہ: ۵۵)
نہ صرف یہ کہ تم توبہ کے ساتھ خدا تعالیٰ کی طرف جھکے بلکہ خدا نے بھی تمہاری توبہ کو قبول فرمایا" انه هو التواب الرحيم" دیکھو دیکھو کیسا پیارا، کیسا بار بار توبہ قبول کرنے والا، خدا ہے اور کتنا رحم کرنے والا ہے۔

کیا یہ ان کے دل کی آواز تھی جو توبہ کے باوجود یہ دیکھ رہے تھے کہ ان کی گردن زنی کا حکم دے دیا گیا ہے۔ ان کے قتل عام کا حکم دے دیا گیا ہے۔ ؟؟ کتنا ظالمانہ الزام ہے قرآن کریم پر ؟ کیسا واضح اور کھلا کھلا انحراف ہے قرآن کریم کے منشاء سے ؟ اور پھر کہتے ہیں کہ ہم قرآن کریم سے قتل مرتد کے جواز میں دلائل لے کر آرہے ہیں اور جس میں ذرا سی بھی عقل ہوگی وہ بھی اس چکر میں سے نکل کر باہر نہیں جا سکتا۔ الٹ کہنا چاہئے۔ کہنا یہ چاہئے تھا کہ جس میں ذرا بھی عقل ہوگی وہ اس پھندے میں پڑ نہیں سکتا۔ کیونکہ قرآن کریم کی یہ آیات اجازت ہی نہیں دیتیں کہ کسی طرح ان سے قتل مرتد کا جواز نکالا جائے۔

قتل معنوی

پھر اس سے اگلی آیت کے معاً بعد ہی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ﴿ثم بعثنكم من بعد موتكم لعلكم تشكرون﴾۔ کہ پھر ہم نے تمہارے مرنے کے بعد دوبارہ تمہیں زندہ کر دیا تاکہ تم شکر گزار بنو۔

گویا وضاحت کر دی اس موت کی جس کو اپنے نفسوں پر وارد کرنے کا حکم انہیں دیا گیا تھا اور بتا دیا کہ وہ لوگ مادی لحاظ سے نہیں مارے گئے تھے، قتل نہیں ہوئے تھے۔ بلکہ انہوں نے اپنے لئے اپنے نفس پر ایک موت وارد کر لی تھی اور اسی کا حکم تھا۔ اور جب انسان اپنے نفس پر خدا کی خاطر موت وارد کرتا ہے تو اس کی زندگی خدا کے ذمہ ہو جاتی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے "تاب" کا مضمون بھی بیان فرما دیا کہ کس طرح اس نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔ انہوں نے اپنے نفسوں کو مارا، خدا نے ان کو نئی زندگی عطا کر دی۔ جس پر وہ شکر کرتے تھے کہ ہم مردہ قوم تھے۔ کس طرح خدا نے ہمیں روحانی طور پر زندہ کر دیا۔ واقعتاً ہم پر شکر واجب ہو جاتا ہے۔

(باقی آئندہ انشاء اللہ)

صبر بڑے بڑے پھل رکھتا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"بدی کا بدلہ بدی سے دینا گویا ایک اور بدی کرنا ہے- صبر بڑے بڑے پھل رکھتا ہے- ہم یہاں سب کیوں آئے- ہر ایک شخص اپنی اپنی نسبت جانتا ہے- میں تو یہاں دین سیکھنے کے لئے آیا تھا- ایک دفعہ مرزا صاحب کے مونہہ سے اتنا نکلا تھا کہ تم اپنے وطن کا خیال تک بھی نہ لاؤ- سو اس کے بعد میں نے وطن کی کبھی خواہش نہیں کی- یہاں میں نے مالی جانی نقصانات اٹھائے مگر صبر کیا- پھر میں دیکھتا ہوں کہ اس صبر کا اجر مجھے مل گیا کہ میں مظفر و منصور ہو گیا- کوئی وظیفہ، کوئی عمل تم سے الگ مجھے نہیں آتا پھر بھی میں نے وہ بات حاصل کی جو میرے ایسے انسان کے وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتی- انسان کی روح میں ایک تڑپ معیت کی بھی ہے- اللہ وعدہ کرتا ہے کہ میں صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوں- ایک معمولی انسان کا ساتھ کتنی بڑی بات ہے- پس جس کے ساتھ خدا ہوا سے اور کیا چاہئے-"

(حقائق الفرقان جلد اول صفحہ ۵۱۹)

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO - R.N 61/57

FAX - 01872 -20105

THE WEEKLY BADR QADIAN 143516

01872- 20757

DISTT - GURDASPUR, PUNJAB (INDIA).

VOL - 46 THURSDAY, OCTOBER 23th 1997 ISSUE NO.-:43

ہومیوپیتھی طریق علاج کے متعلق آسان اور مفید معلومات

ایم ٹی اے انٹرنیشنل پر بیان فرمودہ سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ عالمگیر کے ہومیوپیتھی اسباق سے مرتّبہ کتاب"ہومیوپیتھی یعنی علاج بالمثل"سے سلسلہ وار۔

(قسط نمبر 48)

اوپیم

OPIUM

(Dried Latex of the Poppy)

اوپیم یعنی افیون کا پودا مشرقی ممالک خصوصاً ترکی، ایران اور ہند و پاک میں کثرت سے پایا جاتا ہے اس کے پھول مختلف رنگوں کے ہوتے ہیں جن کی پتیاں بہت نرم و نازک ہوتی ہیں۔ ہوا کے معمولی سے جھونکے اور ہلکی سی بارش سے بھی بکھر جاتی ہیں۔ اس پودے کے سبز بیجوں سے رس نکالا جاتا ہے جس میں دو طرح کے تیزاب اور اکیس مختلف عناصر پائے جاتے ہیں مارفین سب سے نمایاں عنصر ہے۔ ہر عنصر انسانی جسم پر الگ الگ رنگ میں اثرانداز ہوتا ہے۔ مارفین کو عموماً نیند لانے اور سلانے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے اس کے علاوہ اوپیم کو سر، کان اور جوڑوں کے درد دور کرنے کے لئے بھی استعمال کیا گیا ہے۔ اوپیم کے بارے میں ڈاکٹر بنیمین نے کہا تھا کہ باقی سب دواؤں کی نسبت اس کے اثرات کو جانچنا بہت دشوار ہے کیونکہ اس کی علامات دو طرح سے ظاہر ہوتی ہیں۔ ایک طرف یہ اعصابی نظام کو قوت بخشتی ہے اور دوسری طرف بعض حصوں میں کمزوری پیدا کر دیتی ہے۔ اوپیم کا مریض بے حس ہو جاتا ہے لیکن اس کے برعکس سخت زود حسی بھی پائی جاتی ہے۔ ایلوپیتھک طریقہ علاج میں بھی اوپیم کو ابتدائی اور ثانوی اثرات میں منقسم کیا گیا ہے اور اس کے مریض میں یہ دونوں اثرات یکساں طور پر پائے جاتے ہیں۔

اوپیم کی ابتدائی علامت کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ ہر بیماری درد کے احساس کے بغیر ہوتی ہے ثانوی علامات میں مریض سخت زود حس ہو جاتا ہے اور بہت تکلیف محسوس کرتا ہے۔ ابتدائی علامت سے یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ درحقیقت مریض کو تکلیف نہیں ہوتی بلکہ اصل وجہ یہ ہے کہ قوت حس مفلوج ہو جاتی ہے اور درد کا احساس نہیں ہوتا۔

اوپیم میں آرنیکا کی علامتیں بھی پائی جاتی ہیں۔ اوپیم کے مزاج میں خشکی ہے اور خون میں بھی گاڑھا ہو کر جمنے کا رجحان پیدا ہو جاتا ہے۔ خصوصاً دماغ میں خون جمنے کی علامت اوپیم کا خاصہ ہے۔ اگر اچانک دماغ کی رگ پھٹ جائے اور بےہوشی طاری ہو جائے تو فوراً آرنیکا کے ساتھ اوپیم ملا کر دینے سے حیرت انگیز نتائج سامنے آتے ہیں۔ آرنیکا اکیلی اتنی مفید نہیں ہے اوپیم اس کے ساتھ ملا کر دی جائے تو سارے خون میں طراوت سی آ جاتی ہے چستی پیدا ہوتی ہے اور ٹھنڈا جسم گرم ہونے لگتا ہے اور منجمد خون خود بخود ہی پتلا ہو کر معمول کے مطابق گردش کرنے لگتا ہے۔

اوپیم ایک نیند آور دوا ہے اس کا مریض اکثر سویا رہتا ہے یا غنودگی کا غلبہ رہتا ہے لیکن اس کے برعکس بعض دفعہ نیند بالکل اڑ جاتی ہے اس صورت میں اوپیم کی کافیا سے بہت مشابہت ہے کیونکہ کافیا میں بھی بےخوابی اور زود حسی پائی جاتی ہے اور اوپیم کے مریض کی نیند اڑ جائے تو وہ بہت زود حس ہو جاتا ہے، بےآرامی محسوس کرتا ہے اور خیالات کی فراوانی پریشان رکھتی ہے۔

اوپیم میں شدید قبض ہو جاتی ہے، انتڑیاں بالکل خشک اور اجابت محسوس ہی نہیں ہوتی لیکن اس کے برعکس بعض دفعہ پیچش ہو جاتی ہے، مروڑ اٹھتے ہیں اجابت بھی نرم ہوتی ہے۔ ایک بات مشاہدہ میں آئی ہے کہ اوپیم کی متضاد اور ثانوی علامات اکٹھی ظاہر نہیں ہوتیں اس لئے اس کے مریض کو پہچاننے میں دقت پیش نہیں آتی۔

اوپیم کا مریض بہت ڈرپوک ہوتا ہے اندھیرے سے ڈرتا ہے ڈراؤنے خیالات آتے ہیں، سوچنے سمجھنے کی صلاحیت سے عاری اپنی بیماری اور تکلیف کو بھی نہیں سمجھ سکتا۔ غنودگی اور بےہوشی کی سی حالت میں رہتا ہے۔ خوفزدہ ہونے کے بعد سر میں چکر آتے ہیں۔

اوپیم کی سلفر سے بھی مشابہت ہے سلفر مریض کے طبعی احساسات کو جگا دیتی ہے۔ بیماری میں وہ دوائیں جن کی تشخیص درست ہوتی ہے لیکن وہ کام نہیں کرتیں، سلفر کی ایک دو خوراکوں کے بعد کام کرنے لگتی ہیں۔ اوپیم بھی مریضوں کے خوابیدہ دفاعی احساسات کو جگانے میں اہم کردار ادا کرتی ہے اس پہلو سے سلفر سے مشابہ ہے۔ سلفر کا مریض بھی بہت سست اور فلسفیانہ مزاج رکھتا ہے۔

زخرے میں فالجی کمزوریاں پیدا ہو جاتی ہیں اور وہ والو جو خوراک کو غذا کی نالی میں دھکیلتے ہیں کمزور پڑ جاتے ہیں اور بعض اوقات کھانا ناک کے اوپر یا سانس کی نالی میں چلا جاتا ہے جو بہت خطرناک ہے اگر یہ رجحان بڑھ جائے تو بعض دفعہ اس سے موت بھی واقع ہو سکتی ہے۔ اوپیم اس رجحان کو ختم کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔

اوپیم کی بے حسی ایسی ہے کہ مریض کو اپنے مرض کی شدت کا احساس نہیں ہوتا اور بے حسی اپنے اندر موجود خطرات سے پوری طرح متنبہ نہیں کرتی اور ایسے مریض کا زبردستی علاج کرنا پڑتا ہے۔

اوپیم جسم میں خشکی پیدا کرتی ہے لیکن بخار میں بہت پسینہ آتا ہے جو آرام نہیں دیتا اور درجہ حرارت کم نہیں ہوتا۔ یہ اوپیم کی خاص علامت ہے۔ بار بار پسینہ آتا ہے جو گرم ہوتا ہے جیسے بعض اوقات گرمیوں کی برسات کسی ٹھنڈک کا احساس اپنے ہمراہ نہیں لاتی بلکہ گرمی اور جلن کو اور بھی بڑھا دیتی ہے۔ یہی حال اوپیم کا ہے۔

مریض کھانے کا بہت شوقین ہوتا ہے۔ کھانا کھانے کے باوجود بھوک اور کمزوری کا احساس باقی رہتا ہے بہت کھانے کے باوجود وہ عموماً دبلے پتلے ہوتے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی سب طاقت خرچ ہو جاتی ہے۔ الٹیاں بھی بہت آتی ہیں۔ مارفین یا دیگر ٹیکوں کا اثر ختم ہونے پر عموماً شدید متلی شروع ہو جاتی ہے۔ اوپیم دینے سے افاقہ ہوتا ہے۔ حمل کے دوران ہونے والی متلی جو کسی دوا سے قابو میں نہ آئے اوپیم اس میں مفید ثابت ہو سکتی ہے کیونکہ اوپیم کی متلی میں بھوک موجود ہوتی ہے اور کھانا کھاتے ہی الٹی آ جائے گی اگر چند اور ملتی جلتی علامتیں موجود ہوں اوپیم کام کرے گی۔ نظام ہضم سست ہونے کی وجہ سے مریض کا کھانا معدے میں اکٹھا ہوتا رہتا ہے اور متلی اور قے کا رجحان بہت بڑھ جاتا ہے پھر بھوک بالکل ختم ہو جاتی ہے اور مریض کچھ نہیں کھا سکتا اور سخت کمزوری پیدا ہو جاتی ہے۔ اس میں اوپیم کا سوچنا چاہئے۔ کیموسیلا بھی اس خصوصی علامت میں اوپیم کے برابر کی دوا ہے اور اس میں اس قسم کی مسلسل متلی کو روکنے کی حیرت انگیز طاقت ہے۔ سمندر کے سفر کے دوران بھی ایسی متلی ہو جاتی ہے۔

اوپیم میں سر، بازوؤں اور ہاتھوں میں تشنج ہوتا ہے۔ ہاتھ کانپتے ہیں اور سن ہو جاتے ہیں۔ اعضاء میں تشنجی جھٹکے لگتے ہیں اور وہ کانپتے ہیں آنکھوں کی پتلیاں پھیل جاتی ہیں جن پر روشنی اثر نہیں کرتی۔

اوپیم کے مریض میں سر درد گدی یعنی سر کے پچھلے حصہ سے شروع ہو کر گردن میں پھیل جاتا ہے سارا سر سن ہو جاتا ہے اور بہت بوجھل محسوس ہوتا ہے ذرا سی حرکت بھی ناقابل برداشت ہے اور آنکھ جھپکنے سے بھی تکلیف ہوتی ہے اور مریض آنکھیں بند کرکے بے حس و حرکت پڑا رہتا ہے۔

عضلات کے کھچاؤ، ہاتھ پاؤں کے مڑنے اور ہر قسم کے تشنجات میں جبکہ دوسری تائیدی علامات بھی موجود ہوں تو اوپیم مفید ہے۔

ورم الدماغ جس سے عموماً بچے متاثر ہوتے ہیں اور گردن پر بیماری کا حملہ زیادہ شدت سے ہوتا ہے، میں بھی اوپیم بہت اہم کردار ادا کرتی ہے۔ اگر بروقت استعمال کی جائے تو بچہ بہت سی تکلیفوں سے بچ جاتا ہے۔ ورم الدماغ میں ظاہری علامات کو مدنظر رکھ کر دوا تلاش کرنا بہت مشکل ہے۔ اگر کسی دوا کی گہری پہچان ہو اور اس سے مکمل تعارف ہو تو وہ کام آتی ہے۔

اگر خوف کے نتیجہ میں عضلات میں اکڑاؤ پیدا ہو، ہاتھ، پاؤں مڑنے لگیں، ہسٹیریا یا مرگی کے دورے شروع ہو جائیں تو اونچی طاقت میں اوپیم استعمال کرنا چاہئے۔ اگر مرگی کے دورے مستقل صورت اختیار کرلیں تو اوپیم کی اونچی طاقت کی ایک خوراک بچے کو مستقل عذاب سے بچا لیتی ہے لیکن اس کی وجہ معلوم ہونی چاہئے کہ آیا خوف کی وجہ سے مرگی کا حملہ ہوا ہے۔ مرگی کے دورے عموماً نیند کی حالت میں ہوتے ہیں اور دورہ چیخ سے شروع ہوتا ہے۔ مریض کو کالی چیزیں، شیطان، آگ، قتل و غارت کے نظارے نظر آتے ہیں خاص قسم کے خوف دل میں بیٹھ جاتے ہیں اور محسوس ہوتا ہے کہ کوئی اسے اٹھا کر لے جا رہا ہے۔ مریض ان ذہنی علامات کے باوجود بالکل معصوم اور بےضرر ہوتا ہے۔ اچانک غیرمعمولی خوشی پہنچنے سے اگر دماغ پر اثر ہو جائے اور بداثرات باقی رہ جائیں تو اوپیم کے علاوہ کافیا بھی مفید دوا ہے۔

اوپیم کے مریض کو گپیں مارنے کی اور بلاوجہ جھوٹ بولنے کی بھی عادت ہوتی ہے۔ اوپیم بعض اوقات مصلح یعنی اینٹی ڈوٹ کے طور پر بہت اچھا کام کرتا ہے بلکہ ضروری ہو جاتا ہے۔

اگر کسی کو Lead Poisning ہو جائے اسے بعض اوقات شدید مروڑ والا درد ہوتا ہے اوپیم کی ایک خوراک فوراً فائدہ دے دیتی ہے۔ زیادہ گہری اور لمبی علامتیں جسم میں اتر چکی ہوں تو ان میں مفید نہیں بلکہ فوری، ہنگامی تکلیفوں میں اوپیم کام آتا ہے، اوپیم میں مریض اونگھتا رہتا ہے کسی قسم کی ضرورت کا اظہار نہیں کرتا۔ نبض بھی سست ہوتی ہے۔ عموماً مریض کو سخت قبض ہوتی ہے لیکن خوف محسوس کرے تو سیاہ بدبودار اسہال شروع ہو جاتے ہیں، مثانہ میں بھی کمزوری واقع ہو جاتی ہے۔ پیشاب رک جاتا ہے یا بہت کم آتا ہے۔ مریض کی قوت شامہ غیرمعمولی طور پر تیز ہو جاتی ہے اور دور کی آواز بھی سنائی دیتی ہے۔ مریض بہت خراٹے لیتا ہے اور اس کا سانس رکتا ہے۔ سوتے ہوئے تکلیفوں میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ ٹھنڈی چیزوں کے استعمال اور چلنے پھرنے سے بیماری میں کمی ہوتی ہے۔

عورتوں میں خوف کی وجہ سے حیض کا خون بند ہو جاتا ہے وضع حمل کے وقت دردیں رک جاتی ہیں اور مریضہ پر غشی طاری ہو جاتی ہے اور جھٹکے لگتے ہیں۔ اچانک بےہوشی اور غنودگی کا دورہ پڑتا ہے۔ بعض اوقات خوف کی وجہ سے حمل ضائع ہونے کا بھی اندیشہ ہوتا ہے مریض کو سانس لینے میں دقت پیش آتی ہے سینے میں جلن محسوس ہوتی ہے کھانسی کے ساتھ چہرہ نیلا ہو جاتا ہے جس میں سرخ دھبے نظر آتے ہیں۔

اوپیم میں درد کے احساس کا فقدان پایا جاتا ہے۔ ماؤف عضو میں اعصاب کے کنارے مردہ ہو جاتے ہیں اور صحیح پیغام نہیں پہنچا سکتے اس لئے ایسے زخم مندمل نہ ہوں اور ان میں درد بھی محسوس نہ ہوتا ہو تو اوپیم تکلیف کے احساس کو جگا کر زخم بھرنے کا عمل شروع کرتی ہے۔

منظوری صوبائی اُمراء

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت درج ذیل صوبائی امراء کی منظوری مرحمت فرمائی ہے یکم جولائی ۹۷ء تا ۳۰ جون ۲۰۰۰ء اللہ تعالیٰ ان سب کیلئے مبارک کرے اور احسن رنگ میں خدمت سلسلہ کی توفیق عطا ہو۔ آمین۔

۱۔ مکرم سید فضل احمد صاحب صوبائی امیر بہار

۲۔ مکرم عبدالحمید صاحب ٹاک صوبائی امیر کشمیر و جموں

۳۔ مکرم اے پی د؛ ئی عبدالقادر صاحب صوبائی امیر تامل ناڈو

۴۔ مکرم محمد شفیع اللہ صاحب صوبائی امیر کرناٹک۔

(ناظر اعلیٰ قادیان)

درخواست دُعا

☆ میامی امریکہ سے مکرم منور احمد صاحب اپنی والدہ اور بیوی بچوں کی صحت و تندرستی۔ بچوں کی اعلیٰ تربیت و تعلیم اور کاروبار میں برکت کیلئے اسی طرح کینڈا سے میری ہمشیرہ اور عزیز اللہ کی صحت و تندرستی ہر شر سے محفوظ رہنے بچوں کی اعلیٰ تعلیم و تربیت کیلئے اور ان کی والدہ بیمار رہتی ہیں مکمل صحت کیلئے۔ میری بچی شازیہ بشریٰ ہلی میں بیمار ہے اور بیوی بچوں کی بخیریت قادیان واپسی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

× مکرم ہدایت اللہ صاحب جبش جماعتی کام سے Russia گئے ہوئے تھے وہاں پر موصوف کو اچانک ہارٹ اٹیک ہوا۔ حالت تشویشناک ہے۔ احباب جماعت سے موصوف کی کامل صحت یابی کیلئے خصوصی دُعا کی درخواست ہے۔

(چوہدری مسعود احمد کارکن فضل عمر آفسیٹ پریس قادیان)

مسجد فضل لندن میں نماز جنازہ غائب

حضور پرنور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ ۱۸۔۹۔۹۷ بروز جمعرات قبل از نماز ظہر و عصر مسجد فضل لندن میں درج ذیل اشخاص کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

۱۔ مکرمہ محترمہ گل بی بی صاحبہ زوجہ مکرم داؤد جان صاحب شہید کابل (ربوہ)

۲۔ مکرم فضل الٰہی خان صاحب درویش (قادیان)

۳۔ مکرم میاں عبدالرزاق صاحب ولد میاں عبدالرحمٰن صاحب (امریکہ)

۴۔ مکرم ملک عبدالحفیظ خاں صاحب (امریکہ)

ڈیزائننگ و کمپوزنگ: کرشن احمد۔ مصباح الدین قادیان